تسہیل

أخلاقِ صابری فی عرفانِ باری

مؤلف

عمدۃ السالکین حضرت

سیّد غلام حسین شاہؒ

چشتی صابری حیدر آبادی دکنیؒ

تسہیل و ترجمہ

پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری

نام کتاب .... تسہیل اخلاق صابری فی عرفان باری

مؤلف .... حضرت سیّد غلام حسین شاہ چشتی صابری خاموشیؒ

تسہیل وترجمہ .... پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری

با اہتمام .... سیّد عثمان وجاہت صابری

صفحات 128

طبع اول .... ۱۳۴۸ھ (بمطابق 30-1929ء)

طبع ثانی .... ۱۴۳۰ھ (بمطابق 2009ء)

کمپوزنگ .... سید نعمان بن سلمان قادری

لے آؤٹ، ڈیزائنگ .... عامر حسین: مون گرافکس (سرکلر روڈ، راولپنڈی)

ناشر ....

ہم "اخلاقِ صابری فی عرفانِ باری" کی طبع ثانی
کو بصد عقیدت و احترام شیخ المشائخ حضرت
سیّد معین الدین المعروف شاہ خاموش
حیدرآبادی دکنّی رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد
قطب الاقطاب حضرت سیّد حافظ موسیٰ
مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی نذر
کرتے ہیں۔

سوئے منزل

حامداً ومصلیاً: چند مہینے پیشتر مجھے میرے برادرِ مکرم جناب سید عثمان وجاہت کاظمی صابری نے حضرت خواجہ غلام حسین شاہ چشتی الصابری حیدرآبادی کی تصنیف لطیف ''اخلاق صابری فی عرفان باری'' عنایت فرمائی۔ یہ نسخہ ۱۳۴۸ھ میں طبع ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ میں اس کتاب پر کوئی کام کروں تاکہ ایک عام قاری بھی اس بحرِ ذخار سے استفادہ کر سکے۔ میں نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو وہ علم تصوف وحقیقت کا ایک بحرِ بیکراں تھی۔ بلاشبہ بہت سے دریاؤں کو کوزے میں بند کر دیا گیا تھا۔ اور اس کتاب کی کوئی بھی خدمت میرے لئے سامان آخرت اور توشہ عقبیٰ تھی۔

چونکہ یہ کتاب تقریباً ایک صدی قبل لکھی گئی تھی اور ہر زمانے کا اسلوب اپنا ہوتا ہے۔ فی زمانہ عام قاری اس سے عموماً زیادہ استفادہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم پر توکّل کرتے ہوئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت پر اعتماد کرتے ہوئے اس کتاب کی تسہیل کا ارادہ کیا۔ میں نے جن طریقوں سے اس خدمت کو بجالانے کی کوشش کی ان کا خلاصہ یہ ہے۔

> ''اردو املاء کو موجودہ زمانے کے مطابق کیا مثلاً ''تھا'' کا لفظ ''تہا'' اور ''دیکھا'' کا لفظ ''دیکہا'' کی شکل میں لکھا تھا میں نے ایسے الفاظ موجودہ طریق املاء کے مطابق لکھنے کی کوشش کی۔
>
> مفہوم کو قطعاً تبدیل نہیں کیا گیا۔ یعنی ہاں کو نہیں اور نہیں کو ''ہاں'' نہیں کیا گیا بلکہ صرف اس کی تسہیل و ترجمہ کی سعادت حاصل کی ہے۔

بعض فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں کیا تھا شاید اس لئے کہ حضرت مؤلفؒ کے نزدیک ان کا ترجمہ واضح تھا اور محتاج بیاں نہ تھا۔ میں نے ان کا ترجمہ بھی کر دیا ہے کہ فی زمانہ اس کی ضرورت تھی۔

جملوں کی ترتیب کو اکثر بدل دیا ہے تاکہ عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکے مثلاً ایک جملہ یہ تھا ''جب نام لیتا ہے تو مسمی کو ڈھونڈ چل طرف دریا کے کام نہیں چلتا ہے نہر سے'' ص ۳۴۔ میں نے اسے آساں کر کے یوں لکھ دیا ''جب تو اُس (اللہ) کا نام لے تو اُس کو تلاش کر۔ دریا کی طرف چل نہر سے کام نہیں چلتا'' اور یہی وہ اصل کام تھا جو عام قارئین کے لئے کرنا ضروری تھا۔ کتابت کی غلطیاں درست کی ہیں اور مشکل الفاظ کا ترجمہ کر کے لکھا ہے۔ مفہوم کو مزید واضح کرنے کے لئے حاشیہ پر اُردو اشعار بھی درج کیے ہیں اور قرآن وسنت سے اشتہاد بھی کیا ہے۔

کتاب کی ثقاہت کو برقرار رکھنے کے لئے اصل کتاب کا عکس آخر میں دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام اصل کتاب بھی پڑھ سکیں۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس سلسلہ میں مجھے اپنی قیمتی آرا سے نوازیں تاکہ کتاب مزید بہتر ہو سکے اور حضرت خواجہ غلام حسین چشتی الصابری خاموشی رحمتہ اللہ علیہ کے فیضان سے ہم سب اپنے دامن مراد بھر سکیں۔

محتاج دعا

محمد حبیب اللہ چشتی صابری سعیدی

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج

H-8، اسلام آباد

چھوٹا منہ اور بڑی بات

تمام بڑائیاں اُس پروردگار کے لئے کہ جس نے انسان میں اپنی معرفت کا شوق جگایا اور ہم پر بے پناہ احسان فرماتے ہوئے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں فرمایا۔ بے پناہ سلام اہلبیتِ اطہار پر کہ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا وآخرت میں سرداری عطا فرمائی۔ رب کی رضائیں اور خوشنودی صحابہٗ کرام کو روا کہ جنہوں نے تابع فرمانی اور محبت کا حق ادا کیا۔ بے حد درجات بلند ہوں اولیائے کرام کے، جنہوں نے اپنے آپ کو فنا کر کے ذاتِ باری تعالیٰ کی معرفت حاصل کی اور پروردگار کا نام دنیا کے کونے کونے میں فروزاں کیا اور نبوت کا وارث ہونے کا حق ادا کیا۔

بے شک جس نے جو پایا خدا کی رضا سے پایا، جس کو جو بھی ملا خدا کی مرضی سے ملا، جس عارف نے حق کہا تو اُس ذاتِ باری تعالیٰ کی مرضی سے، جس نے تحریر کو تبلیغ کا ذریعہ بنایا تو اُس ذات کی مرضی سے۔ اور مجھ سا ناتواں جو یہ چند حرف لکھ رہا ہے تو اس میں بھی اُسی کی رضا ہے ورنہ انسان کسی قدر بھی کسی کام کی قدرت نہیں رکھتا۔

حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری حیدرآبادیؒ خلیفہٗ مجاز حضرت شاہ محمد ہاشم حسینی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں جو کہ حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کے برادر زادے اور سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کا شجرہ طریقت کچھ یوں ہے حضرت شاہ غلام حسینؒ صابری مرید وخلیفہ حضرت محمد شاہ ہاشم حسینیؒ صابری مرید وخلیفہ حضرت سید معین الدین خاموشؒ صابری مرید وخلیفہ حافظ موسیٰ مانکپوریؒ صابری مرید وخلیفہ سیّد محمد اعظم روپڑیؒ صابری مرید وخلیفہ سید محمد سالم روپڑیؒ صابری مرید وخلیفہ حضرت سید محمد سعید المعروف میراں بھیکھؒ تک پہنچتا ہے اور یہ سند معروف ہے۔ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابریؒ بہت اعلیٰ علمی ذوق رکھتے تھے اور آپ

کا کلام معرفت سے لبریز تھا۔ آپ نے یہ رسالہ اخلاق صابری فی عرفانِ باری لکھ کر طالبانِ حق اور سالکانِ راہ طریقت کے لیے ایسے موتی بکھیر دیئے ہیں کہ فی زمانہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ خاص طور پر جو اسلوب آپ نے اختیار کیا وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ ربّ کریم کا احسان کہ اُس نے حضرت شاہ غلام حسین صاحبؒ کو علومِ معرفت سے سرفراز فرمایا اور ہم تک اُس کی جھلک اخلاقِ صابری فی عرفانِ باری کی صورت میں پہنچی۔

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اُس نے مجھے اس توفیق سے نوازا کہ میں اس نادر کتاب کو از سرِ نو بعد از تسہیل و ترجمہ طبع کروانے کا انتظام کر سکوں۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ مجھ میں کوئی بھی بات اس قابل نہ تھی۔ یہ تو میرے ہادی و مرشد حضرت حاجی حافظ قمر الدینؒ چشتی صابری مظہری خاموشی کی صحبت کا فیضان ہے۔ اے اللہ تو میرے مرشد کے درجات کو بہت اعلیٰ فرما۔ امین

اس کتاب کو طبع کروانے میں دو محرکات تھے۔ ایک تو از خود کتاب کے مضامین کا اعلیٰ ہونا اور دوسرا احسان مندی کا جذبہ کہ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے 'حیاتِ مظہریہ' تالیف فرمائی۔ جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سید مظہر علی شاہ صاحبؒ میرٹھی خلیفۂ مجاز حضرت شاہ خاموش حیدر آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ و سجادہ نشین حضرت سید مظہر علی شاہ صاحبؒ کے ایماء پر لکھی گئی تھی۔ خاندانِ صابریہ خاموشیہ مظہریہ کا ہر فرد اِس تالیف 'حیاتِ مظہریہ' پر حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حیدر آبادی دکنی کا ممنون ہے۔

کتاب کی عبارات کا معیار اس قدر بلند تھا کہ مجھ سے کم علم اور کم ہمت کے بس کی بات نہ تھی۔ اپنے کرم فرما جناب پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری مدظلہ العالی سے گزارش کی جس کو انہوں نے قبول فرمایا اور ہم پر احسان فرماتے ہوئے کتاب کی اس قدر بہتر تسہیل فرمائی کہ مؤلف کا مزاج بھی قائم رہا اور تحریر آج کے قاری کے لئے قابلِ فہم بھی بن گئی۔ پروفیسر

صاحب حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری صابری رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلۂ طریقت میں ہی شرف بیعت رکھتے ہیں۔ آپ کے شیخ حضرت غزالی زماں، رازیٔ دوراں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی صابری رحمتہ اللہ علیہ ہوئے جن کا سلسلۂ بیعت حضرت سید امانت علی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ خلیفۂ مجاز حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

پروفیسر صاحب کا تعلق سِلاں والی سرگودھا سے ہے۔ آپ 1982ء سے 1990ء تک کے عرصہ میں جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں پیر کرم شاہ صاحب الازہری چشتی نظامی کی نگاہوں سے فیضیاب ہوئے۔ اسی زمانۂ طالب علمی میں 1985ء میں مولانا سید احمد سعید کاظمی صابری کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے پہلی کتاب دلائل التوحید لکھی جس پر حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہریؒ نے مقدمہ تحریر فرمایا اور نہایت حوصلہ افزائی فرمائی۔ رب کی رضا شامل حال رہی اور آپ کے قلم سے اسبابِ زوال امت، قرآن یہود اور ہم، معارف درود و سلام، ختم نبوت دلائل و مسائل، شبیر و یزید، قرآن کا فلسفۂ حیات، روح عبادت اور اسلام کے درخشاں پہلو بھی احاطۂ تحریر میں آ چکی ہیں۔ آپ پی ایچ ڈی کے امتحان میں کامیابی کے بعد ''مناسباتِ قرآن اور تفسیر نظم الدرر کا تحقیقی و تحلیلی جائزہ'' کے موضوع پر مقالہ لکھ رہے ہیں۔ آپ کی مزید خوش بختی یہ ہے کہ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادریؒ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور نے اپنے وصال سے ایک برس قبل آپ کو روایتِ حدیث کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دو جہاں میں نیک نامی اور اس خدمت کی جزا عطا فرمائے (آمین) کہ ہم آپ کی خدمت کی جزا دینے سے قاصر ہیں۔

میں نہایت شکر گزار ہوں حضرت سید علی اکبر نظام الدین حسینی صابری حیدرآباد دکن، سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموشؒ کا کہ جن کے تعلق اور محبت نے ہمیشہ مجھ عاجز کی ہمت بڑھائی اور رہنمائی بھی فرمائی۔ آپ نے ہماری درخواست کو قبول کرتے ہوئے اس کتاب کی طبع ثانی پر اپنے قیمتی کلمات نوازے جن پر میں اور پاکستان میں موجود سلسلہ صابریہ خاموشیہ کے تمام متعلقین شکر گزار اور ممنون ہیں۔ ہمارے لیے یہ نہایت پُر مسرت بات ہے کہ حضرت

شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت سید مظہر علی شاہ صاحبؒ میرٹھی کی سجادگی (جو کہ حضرت پیرومرشد حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاکستان تشریف لانے سے یہاں منتقل ہوئی) کا ایک بار پھر ظاہری تعلق بحال ہوا، یہ اور بات ہے کہ باطنی جدائی نہ کبھی تھی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ محبتوں اور عقیدتوں کے یہ تعلق قائم رکھے۔ آمین۔

جو اُصحاب اس کتاب کی طبع ثانی میں معاون رہے، اُحباب جو پروف ریڈنگ اور مشاورت میں شامل رہے، ان کا شکرگزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ پروردگار ان بھائیوں کو دو جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب جو حافظ فیض محمد صابری خاموشی رحمتہ اللہ علیہ (محبوب مرید حضرت شاہ غلام حسین صابری حیدرآبادیؒ) کے صاحبزادے ہیں، کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اپنے والد کی چند نادر کتب میں سے ''اخلاق صابری فی عرفان باری'' ہمیں عطا فرمائی اور اس کی تسہیل و ترجمہ اور طباعت کی سعادت میں مختار کیا۔ اللہ تعالیٰ اِنہیں صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر میں رب کریم سے عرض گزار ہوں کہ اے اللہ جس نیک نیتی سے تیرے محبوب بندے غلام حسین صابری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کتاب طالبانِ حق کی رہنمائی کے لئے لکھی، ہم بھی اُسی نیّت سے طبع ثانی کا اہتمام کرتے ہیں جو بے شک بغیر تیری توفیق کے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف، معاونینِ طبع اوّل اور معاونینِ طبع ثانی کی زندگیوں میں خیر اور حال پر رحم فرمائے۔

عاجز: سید عثمان وجاہت صابری عفی عنہ
یکے از غلامانِ حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ
راولپنڈی: ۹/جون، 2009ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق حق حق

تاثرات

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وخاتم رسلہ وعلی الہ وصحبہ الاکرمین اجمعین امابعد!

حضرت خواجہ غلام حسین شاہ صاحب صابری خاموشی حیدرآبادی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف محمد شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے معروف خلفاء میں سے تھے جنہوں نے سلسلہ صابریہ خاموشیہ کی اشاعت اور تعلیمات کے فروغ میں گرانقدر خدمات انجام دیئے۔ خصوصاً علاقہ پنجاب جو ہندوستان اور پاکستان کا مشترکہ علاقہ تھا، شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دور میں مختلف کتابیں تصنیف و تالیف کیں جن میں یہ کتاب جس کا نام ''تسہیل اخلاق صابری فی عرفان باری'' خصوصیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کو انہوں نے اپنے مریدین وخلفاء کی خواہش پر سلیس اُردو زبان میں قلمبند کی تھی جو سلوک و معرفت اور اخلاق و پند ونصیحت سے معمور ہے جس سے طالب علم بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اہل سلسلہ بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۲۴ پر کمال نیک بختی کی کتنی علامتیں ہیں؟ کے جواب میں تحریر کرتے ہیں۔

''دس علامتیں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سچائی، دوسری مخلوق کے ساتھ انصاف، تیسری اپنے نفس کو تنبیہ کرنا، چوتھی علمائے باطن یعنی اولیائے کرام کی صحبت اختیار کرنا، پانچویں بزرگوں کی تعظیم، چھٹویں چھوٹوں پر شفقت کرنا، ساتوں دوستوں سے حسن

سلوک کرنا، آٹھویں دشمنوں کے ساتھ تحمل و بردباری کا برتاؤ کرنا، نویں درویشوں کی خدمت کرنا اور دسویں بے علم کو نصیحت کرنا۔"

اور صفحہ نمبر ۲۵ پر عبد ورب کے تعلقات و معاملات پر اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں کہ:

"بندے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ راحت و آرام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے بندگی کے تعلق کو مستحکم کرنا چاہیے تا کہ سختی اور تنگی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ بندے کی دستگیری فرمائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچھے حالات میں اللہ تعالیٰ کو بھول جائے اور سختی میں اسے یاد کرے۔ بلکہ انسان کو چاہیے کہ وہ آرام اور سختی دونوں زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور اپنی ہر حاجت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے۔ اس لئے کہ اگر ساری دنیا تیری بہتری کے لئے کوشش کرے یا تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بغیر تجھے کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

حضرت غلام حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند مولوی حافظ خواجہ شمس الدین مرحوم جنہیں میرے پڑدادا حضرت سید محمد شاہ اصغر حسینی صابری نور اللہ مرقدہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی اور ان کے فرزند خواجہ محمد جلال الدین صاحب صابری مرحوم کو میرے دادا حضرت سید محمد شاہ صابر حسینی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی، اب جناب خواجہ محمد جلال الدین مرحوم کے دو فرزندان مولوی خواجہ نظام الدین صابری، خواجہ فرید الدین حیدرآباد دکن میں اپنے افراد خاندان کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔ جنہیں میرے والد حضرت پیر و مرشد سید محمد شاہ قطب الدین حسینی صابری رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔ ان دونوں فرزندان کے علاوہ مرحوم جلال الدین صاحب صابری کی پانچ دختران بھی ہیں۔

جن کے اسماء صالحہ بیگم، طاہرہ بیگم عرف اسری سلطانہ (حال مقیم کراچی پاکستان)، سیدہ بیگم، ہاجرہ بیگم اور غوثیہ بیگم ہیں۔ ان تمام لڑکیوں کو بھی والدی حضرت سید شاہ محمد قطب الدین صابری علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت حاصل ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ پروفیسر حبیب اللہ چشتی صابری کی یہ کوشش عنداللہ ماجور ومثاب ہو اور طالبان ہدایت کا ذریعۂ کامیابی ہو آمین بحق طٰہٰ ویٰسین۔

سید شاہ علی اکبر نظام الدین حسینی صابری

سجادہ نشین

درگاہ و خانقاہ حضرت شاہ خاموش قبلہ قدس سرہ العزیز

حیدرآباد دکن۔ انڈیا

امیر جامعہ نظامیہ حیدرآباد، دکن، انڈیا

مورخہ ۱۸/ جمادی الاول ۱۴۳۰ھ

مطابق ۱۲/ جون ۲۰۰۹ء

مختصر سوانح

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

(اقتباس: ''صابری انسائیکلو پیڈیا'' از صاجزادہ مقصود احمد صابری)

تعارف ☆: مرشد لاثانی، مقبول بارگاہ رحمانی، محرم اسرار سبحانی، واقف اسرار رموز حقانی، حضرت خواجہ پیر سیّد غلام حسین شاہ چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ سادات حیدر آباد دکن کے عظیم روحانی چشم و چراغ ہیں۔ حیدر آباد دکن میں ہی آپ کی ولادت باسعادت ظہور پذیر ہوئی۔ گھر کے علمی اور روحانی ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ تمام علوم مروجہ سے فراغت کی سند پا کر خانقاہی نظام سے منسلک ہو گئے۔

آپ کے روئے تاباں پر بچپن سے ہی آثار ولایت نظر آتے تھے۔ خداوند کریم نے جس طرح ظاہری حسن کی دولت سے آپ کو نوازا ہوا تھا۔ اسی طرح باطنی حسن سے بھی مالا مال تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ پیر دستگیر حضرت سیّد ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابریؒ حیدر آبادی دکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے پیر و مرشد نے سلوک کی تعلیم دی اور بعد از مجاہدات خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی صالح عابد و زاہد اور نیک نام تھے۔ تمام زندگی حصول علم کے متلاشی رہے اور نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے حتیٰ کہ کبھی تکبیر اولیٰ تک فوت نہ

ہونے دی۔ کثرت سے نوافل کا اہتمام فرماتے۔ آپ ہمہ وقت باوضو رہتے کبھی بھی ماسوائے قضائے حاجت کے آپ کا وضو باطل نہ ہوا۔ ہر وقت یاد خدا اور تصور شیخ میں مستغرق رہتے۔ خداوند کریم نے آپ کو ظاہر و باطنی حسن کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے غیر مسلم صرف آپ کا روئے تاباں دیکھ نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئے بلکہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عابد و زاہد کہلائے۔ سلوک کی تعلیم دینے کا آپ کو اس قدر ملکہ اور خاصہ تھا کہ عام آدمی بھی باآسانی آپ کی بات اور اس سے نکلنے والے مقصد کو سمجھ جاتا اور یہی وجہ تھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے حضرات بہت جلد اپنی منزل اور مقام کو پا لیتے اور خدا رسیدہ ہو جاتے تھے۔ آپ کی تحریر و تقریر میں ایک عجیب تاثیر تھی کہ سننے والے کے دل میں اترتی جاتی اور تحریر کا حال یہ کہ معمولی پڑھا لکھا بھی پڑھنے کے بعد بڑے پڑھے لکھوں سے گفتگو میں آگے نکل جاتا تھا۔ اخلاق محمدی کا عملی نمونہ آپ کی ذات والا صفات تھی ایثار کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی نہ جھڑکا اور مانگنے والے کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں اس قدر نرمی تھی آنے والا جب کوئی تکلیف بیان کرتا یا اپنا کوئی مسئلہ پیش کرتا تو آپ اس کی بات کو پوری توجہ سے سنتے۔ ابھی آپ اُس کو مکمل جواب بھی نہ دے پاتے تھے کہ آنے والا اس طرح محسوس کرتا کہ میرا مسئلہ اور مشکل حل ہو چکی ہے۔ آپ کے پاس تمام مکاتب فکر اور دیگر مذاہب کے لوگ فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ سال بھر میں ایک مرتبہ اپنے عقیدت مندان اور بزرگان کے ہاں عرس یا میلاد شریف کی محافل میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ حیدر آباد دکن میں ہونے والی روحانی تقریبات کے علاوہ بالخصوص میرٹھ میں حضرت سیّد مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ، حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور حضرت صابر بخش علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ دریا گنج نزد دہلی شہر کے علاوہ انبالہ مظفر نگر اور مشرقی پنجاب کی طرف

ضرور تشریف لے جاتے اور اس دوران اپنے بزرگان کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرتے ان کے عرس کی محافل میں شریک ہوتے اور اپنے عقیدت مندان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرماتے اور پوری پوری رات ان کو ذکر جہر کا طریقہ بتاتے۔ آپ کے زمانے کے صوفیاء اپنے مریدین کو تربیت کے لئے آپ کی خدمت میں روانہ کرتے وہ اس لئے کہ آپ کا انداز تربیت انتہائی آسان اور عام فہم ہونے کے علاوہ اخلاق وعرفان سے مزین ہوتا تھا۔ آپ نے پوری زندگی کسی کا دل نہ دکھایا اگر کوئی عقیدت مند آپ کو نذر کے طور پر کچھ دیتا تو آپ اسے واپس لوٹا دیتے اور فرماتے اس پیسے سے کچھ سامان خرید کر اپنے بچوں کو میری طرف سے دے دینا۔ مجھ سے زیادہ ان کا حق تم پر ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ پیر کا کام مرید سے لینا نہیں بلکہ دینا ہے چونکہ مریدین بیچارے صبح سے شام محنت ومزدوری اپنے بال بچوں کے لئے کرتا ہے نہ کہ پیر کے لئے۔ اس لئے شیخ کو چاہیے کہ وہ مرید کے مال پر نظر نہ رکھے بلکہ اس کے حال پر نظر رکھے۔

حضرت قمر المشائخ کا آپ کو خراج تحسین ☆: راولپنڈی شہر کے عظیم روحانی پیشوا قمر المشائخ پیر طریقت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۔۱۶ ذی الحج ۱۹۹۹ء اکثر اپنی محافل اور مجالس میں آپ حضرت سید غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑی محبت سے فرمایا کرتے۔ حالت یہ تھی کہ حضرت قمر المشائخ جب آپ کا اسم گرامی زبان پر لاتے تو آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ حضرت قمر المشائخؒ فرماتے تھے کہ حضرت کا انداز گفتگو بہت پختہ اور علمی ہوتا تھا مگر باوجود اس کے عام آدمی بآسانی بات اور اس کے مقصد کو سمجھ جاتا تھا۔ آپ انتہائی درجہ کے خلیق وشفیق اور مہربان طبیعت کے مالک تھے۔ حضرت قمر المشائخ فرماتے ہیں کہ میرٹھ میں جب کبھی آپ اپنے پیر بھائی حضرت اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ جو کہ میرے پیر ومرشد ہیں کہ پاس تشریف لاتے تو آپ مجھ پر خصوصی شفقت اور توجہ فرماتے اور پھر گردونواح میں جہاں کہیں بھی عرس

ودیگر محافل میں تشریف لے جاتے تو مجھ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ آج کے دور میں حضرت جیسادرویش کوئی نظر ہی نہیں آتا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: یوں تو آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر راقم الحروف کو ابھی تک جن حضرات کے اسمائے گرامی ملے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ (نمبر۱) حضرت خلیفہ جمیل احمد خان چشتی صابری امروہوی محلّہ بٹواں امروہہ ضلع مرادآباد یوپی انڈیا۔(نمبر۲) خلیفہ وزیرعلی چشتی صابری امروہوی ضلع مرادآبادانڈیا۔(نمبر۳) خلیفہ حضرت سید ولی محمد شاہ علیہ الرحمۃ ساکن موضع پوٹھ ضلع میرٹھ۔ (نمبر۴) حضرت صوفی عبدالحکیم چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ پاکستان میں مرجع خاص وعام ہے۔(نمبر۵) خلیفہ حضرت صوفی پیر سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار گلالی پورشریف چک ۲۷ گ۔ب فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے قابلِ ذکر مریدین میں سے حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ممتاز ہیں۔جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تے اور کئی صوفیا کے استاد تھے۔تمام زندگی خدا کے گھر یعنی مسد اور قرآن پاک کی خدمت کی۔رہائش حضرت حافظ قمرالدین چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش کے قریب تھی۔تعلق بھی بہت قریبی تھا۔جبھی تو حافظ فیض محمد صابری حضرت حافظ قمرالدین صابری علیہ الرحمۃ کے ہر عرس پاک کی تقریب میں شریک ہوتے۔اللہ درجات بلند کرے۔

آپ کی علمی یادگاریں☆: آپ کو شعر گوئی سے بھی شغف تھا۔کئی غزلیات آپ کی والد صاحب کے ورثہ سے ملی ہیں۔فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہیں آپ نے اپنے چچا مرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ احمد صابری آبادی ثمہ میرٹھی علیہ الرحمۃ کی سوانح ایک کتاب تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ بھی تحریر فرمائی۔

وصال باکمال☆: وصال سے قبل آپؒ اپنے خلیفہ صوفی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ

کے گاؤں چموں شریف ضلع کرنال تشریف لائے ہوئے تھے۔قبل از وصال حضرت میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کو گئے۔آپ کا وصال باکمال حضرت سید میراں شاہ علیہ الرحمتہ کے مزار سے واپسی پر چموں شریف ضلع کرنال جاتے ہوئے راستے میں مورخہ گیارہ ذالحجہ ۱۳۶۱ھ کو ہوا مزار شریف موضع چموں شریف ضلع کرنال میں مرجع خاص و عام ہے۔

تقسیم ہند کے بعد اگرچہ موضع چموں شریف کی آبادی میں صرف ہندو ہی رہتے ہیں مسلمانوں کا ایک بھی گھر موجود نہ ہے۔مگر باوجود اس کے آپ کے مزار پر ہندو آپ کا عرس منعقد کرتے ہیں اور اپنی حاجات کے لئے آپ کے آستانہ پر حاضری دے کر مرادیں پاتے ہیں جس کا مشاہدہ حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کے فرزند حضرت پیر غلام فرید صابری کر کے آئے ہیں۔اللہ تعالیٰ حضرت شاہ غلام حسین صابری حیدرآبادی دکنیؒ کے درجات کو اعلیٰ فرمائے۔اوران کی اولاد کو بھی سعادتِ دارین عطا فرمائے۔(آمین)

حَقُ حَقُ حَقُ

مقدمه از مؤلف

حضرت غلام حسین شاہ چشتی صابری خاموش حیدرآبادیؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه رَبِّ الۡعٰلَمِيۡن والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على حبيبه ورسوله وآله وأصحابه و جميع أولياء امته أجمعين۔

امابعد حقیر سراپا تقصیر خواجہ غلام حسین شاہ چشتی الصابری دکنی حیدرآبادی ارباب عقل ودانش کی خدمت میں عرض کناں ہے کہ ان دنوں اہل سلسلہ کے چند عقیدت مندوں مثلاً خواجہ محمد عبدالعزیز، خواجہ محمد عبدالغفور، خواجہ محمد فضل الٰہی روپڑی، محمد انوارالحق سنبھلی اور جمیل احمد امروہوئی وغیرھم نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ اردو زبان میں کوئی ایسا عام فہم رسالہ لکھا جائے جو سلوک ومعرفت، اخلاق اور پند ونصائح کا پیکر تمام ہو جس سے ہم طالبِ علم بھی فائدہ اٹھائیں اور علماء وفضلا بھی استفادہ کریں۔ اگرچہ یہ عاجز ناخواندہ ہے۔ کچھ ایسا پڑھا لکھا نہیں ہے جو اس کام کو اچھی طرح انجام دے[1]۔ لیکن مجبور ہو کر میں نے اپنے دینی بھائیوں کا دل رکھنے کے لئے، آئمہ دین متین مثلاً حضرت مولانا رومؒ، حضرت سعدیؒ، جامیؒ، حسن سنجری، سید اشرف علیؒ، عبدالفتاح مصنف کلید دانش اور حافظ شیرازیؒ رحمتہ اللہ علیہم کی تصنیفات اور ملفوظات سے استفادہ کر کے ایک حسین گلدستہ تیار کیا اور نام اس کا نام ''اخلاقِ

---

[1] یہ حضرت مؤلف رحمہ اللہ کا انکسار ہے کیونکہ

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

صابری فی عرفان باری'' رکھا۔ تا کہ طلب حق کے مسافر اس سے فائدہ حاصل کریں اور اخلاق و کردار کی تشکیل میں آسانی پیدا ہو سکے۔ اس رسالہ کو سوال و جواب کے اسلوب پر مرتب کیا گیا ہے تا کہ لوگ اس کی عبارات کو یاد کر کے دلجمعی کے ساتھ فائدہ حاصل کریں اور میں اصحاب علم و دانش سے ملتمس ہوں کہ اس رسالہ کی تالیف و ترتیب میں کوئی سہو یا خطا پائیں تو اسکی اصلاح فرما دیں اور اگر اس تالیف کا کوئی حرف انھیں پسند آ جائے تو اس کے مولف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں [۲]۔

وماتوفیقی الا باللہ العظیم علیہ توکلت و الیہ انیب

---

[۲] ہمارا خوں بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

سوال: اللہ تعالیٰ سے کیا مانگنا چاہئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی ہی ذاتِ اقدس کو مانگنا چاہئے[1] اور دونوں جہانوں کی خیریت و عافیت مانگنی چاہیے۔

خواہم از تو خوبی ہر دوسرا ورز تو خواہم خوبی ہر دوسرا

ترجمہ: اے خدا میں تجھ سے دونوں جہان کی خوبیاں مانگتا ہوں۔ میرے پالنہار! میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں[2]

سوال: سلوک کیا ہے؟

جواب: احکام الٰہی کا بجالانا اور بندگان خدا پر شفقت کرنا۔

سالکانِ راہ حق در امر او یک زماں غافل نیند از جستجو

ترجمہ: سالکان راہِ خدا اس کا امر بجالانے اور اس کی جستجو سے، ایک لحظہ بھی غافل نہیں ہیں۔

سوال: زندگی کیسے بسر کرنی چاہئے؟

جواب: خوشی سے اور کسی کو دکھ دیئے بغیر[3]۔

باید چو برق خندہ زناں زیست در جہاں نہ ہمچو ابر برسر دنیا گریستن

---

[1] تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

[2] سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راضی ہوا
مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا

[3] وصل کے اسباب پیدا ہوں تیری تحریر سے
دیکھنا کوئی دل نہ دکھ جائے تیری تقریر سے

ترجمہ: انسان کو دنیا میں بجلی کی طرح جینا چاہئے۔ بادل کی طرح روتے ہوئے زندگی بسر کرنا مردوں کا شیوہ نہیں۔

سوال: زندگی کس عمل میں گزارنی چاہیے؟

جواب: زندگی علم حاصل کرنے میں اور اس پر عمل کرنے میں بسر کرنی چاہئے [۴]

میاموز جز علم گر عاقلی — کہ بے علم بودن بود غافلی

ترجمہ: اگر تو عقلمند ہے تو علم کے بغیر کچھ نہ سیکھ کہ بے علم رہنا غفلت میں رہنا ہے۔

سوال: علم سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب: عِلم حاصل کرنے والا اگر چھوٹا ہے تو بزرگ ہوجاتا ہے اور اگر فقیر ہو تو تونگر ہوجاتا ہے۔

علم ہمچو زر باشد — چونکہ شد کہنہ تازہ تر باشد

ترجمہ: علم کا معاملہ سونے جیسا ہے وہ جتنا پرانا ہوتا جاتا ہے اتنا ہی تازہ ہوتا جاتا ہے۔

سوال: سیدھا راستہ کیسے معلوم ہوتا ہے؟

جواب: علم کی روشنی سے ہی انسان سیدھے راستے پر چل سکتا ہے۔

چو شمع از پئے علم باید گداخت — کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

ترجمہ: انسان کو علم کی راہ میں شمع کی طرح پگھلنا چاہئے۔ کیونکہ علم کے بغیر تو آدمی اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہی محروم رہتا ہے۔

سوال: دنیا کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو چیز آخرت میں کام نہ آئے وہ دنیا ہے [۵]

---

[۴] اس راہ میں مقام بے محل ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

[۵] اسے ہم آخرت کہتے ہیں جو مشغول حق رکھے
خدا سے جو کرے غافل اسے دنیا سمجھتے ہیں

مولانا رومؒ فرماتے ہیں

چیست دنیا ازخدا غافل شدن نے قماش ونقرہ و فرزند و زن

ترجمہ: دنیا کیا ہے؟ دنیا خدا سے غافل ہونے کا نام ہے۔ چاندی، سونا، مال و دولت، بیوی اور بچے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کریں تو دنیا نہیں ہیں۔

سوال: راہِ سلوک کا زادِ راہ کیا ہے؟

جواب: اپنے نفس کو مغلوب اور عاجز کرنا ہی سالکین راہِ حق کا اصل سرمایہ ہے۔[6]

ہر کہ نفس خویش را مغلوب کرد آتش دوزخ برو گردید سرد

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو مغلوب کرلیا۔ اس پر دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔

سوال: نفس کس طرح مغلوب ہوتا ہے؟

جواب: نفس اس کی مخالفت سے مغلوب ہوتا ہے

مراد ہر کہ برآری مطیع امر شود خلاف نفس کہ فرماں چویافت بیزار است

ترجمہ: نفس کے علاوہ تو جس کی بھی مراد پوری کرے گا وہ تیرا فرمانبردار ہو جائے گا۔ یعنی نفس ایک ایسی چیز ہے تو اس کی جتنی بھی خواہشات پوری کرتا جائے گا وہ اتنا ہی سرکشی اختیار کرتا جائے گا۔ لہٰذا تو اس کی مخالفت ہی کیا کر، تاکہ وہ سرکش نہ بنے۔

سوال: عزت کس چیز سے زیادہ ہوتی ہے؟

جواب: کم بولنے سے ۔

بہ پیرے رسیدم در اقصائے یونان بدو گفتم اے آنکہ با عقل و ہوشی

بہر دم چہ بہتر بہرحال گفتا اگر راست پرسی خاموشی خاموشی

ترجمہ: میں ملک یونان میں ایک بزرگ کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا آپ

---

[6] ہر چند سبک رفت ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

صاحب عقل و دانش ہیں۔ آدمی کیلئے ہر حال میں کیا چیز بہتر ہے جسے وہ ہر حال میں اختیار کرے۔ انھوں نے فرمایا اگر تو سچ پوچھتا ہے تو وہ چیز خاموشی ہے۔ یعنی خاموشی اختیار کرنا چاہیئے۔[7]

سوال: سب سے زیادہ نیکی کس کے ساتھ کرنی چاہیئے؟

جواب: ماں اور باپ کے ساتھ، یعنی ماں اور باپ اس چیز کے مستحق ہیں کہ ان کے ساتھ سب سے بڑھ کر حسن سلوک کرنا چاہیے۔

جنت برضائے مادر انست — حقا کہ رضائے ما درانست

ترجمہ: جنت ماں باپ کی رضامندی پر ملتی ہے۔ قسم بخدا! ہماری رضامندی بھی اُسی میں ہے۔

سوال: برا سلوک کس سے کرنا چاہیئے؟

جواب: نفس کے ساتھ۔

مکن نفس امّارہ راپیروی — کہ ناگاہ گرفتار دوزخ شوی

ترجمہ: نفس امّارہ کی کبھی پیروی نہ کر۔ اگر ایسا کیا، تو یکا یک دوزخ میں گرفتار ہو جائے گا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی رضامندی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟

جواب: اوّل والدین کی خدمت کرنے سے۔ دوم اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کرنے سے۔[8]

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد — ہر کہ خود را دیداو محروم شد

---

[7] کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

[8] یہی ہے ذوق عبادت کی انتہا ساغر
غم حیات کے ماروں کا احترام کرو

ترجمہ: جس نے خدمت کی وہی مخدوم ٹھہرا۔ اور جس نے اپنے کو دیکھا (یعنی مغرور ہوا) وہی محروم ہوا۔

سوال: کونسی نیکی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟

جواب: وہ نیکی جو والدین، استاد، پیرومرشد، قبیلہ، بیٹوں اور قرابتداروں سے کی جائے۔

بخویشان خود نیک باش اے پسر — کہ از اصل و فرع است ذوقِ ثمر

ترجمہ: بیٹا! اپنے قرابتداروں سے اچھا سلوک کر، کیونکہ پھل کی حلاوت جڑ اور شاخوں کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔

سوال: کون سی بدی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟

جواب: وہ بددعا جو اپنی چھوٹی اولاد کے حق میں کی جاتی ہے۔

بددعائے والدین آید چو تیر — ہر ہدف درحقِ طفلانِ صغیر

ترجمہ: ماں باپ کی بددعا چھوٹے بچوں کو ایسے ہے جیسے تیر نشانے پر لگتا ہے۔ یعنی والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے بددعا نہ کرے۔

سوال: سعادت مند کی نشانی کیا ہے؟

جواب: تین چیزیں سعادت مندی کی نشانی ہیں۔ ایک عِلم۔ دوسری سخاوت۔ تیسری خندہ روئی، یعنی مسکراتے چہرے والا اور صاحبِ اخلاق ہونا۔[9]

نیک بختی را دلیل آید بداں — روئے خوش و علم و سخاوت برکساں

ترجمہ: تو جان لے کہ خوش نصیبی کی پہچان یہی چیزیں ہیں۔ ہنس مکھ صورت، علم اور غریبوں پر سخاوت کرنا۔

سوال: سب سے اچھے کام کون سے ہیں؟

---

[9] یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے یہ سُرور
تیری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

جواب: علماء اور حکماء کی مجلس میں بیٹھنا اوران کی صحبت سے فائدہ حاصل کرنا۔ عالم عالمِ ربّانی ہی ہے۔ اور حکیم وہی ہے جو غریبوں کا علاج کرتا ہے۔

صحبت دانا چو عطر آمد بجا کن معطّر زاں مشام خویش را

ترجمہ: دانا کی صحبت عطر کی طرح ہوتی ہے۔ اپنے مشام جاں کو اس سے معطر کر

سوال: مرد عارف اور حق شناس کو پہچاننے کی دلیل کیا ہے؟

جواب: مرد حق شناس وہی ہے جو کسی کا دل نہ دکھائے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں

مباش درپئے آزار ہرچہ خواہی کن کہ درطریقت ماغیر ازیں گناہے نیست

ترجمہ: کسی کو دکھ دینے کے درپئے نہ ہو، اس کے سوا جو تیرا جی چاہے کرتا رہ ہماری طریقت میں اس کے سوا کوئی گناہ نہیں ہے۔ [1]

سوال: کسی کو دکھ نہ دینے کا ملکہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

جواب: اپنے آپ کو تمام مخلوق سے کم تر، بدتر اور عاجز جاننے سے ۔

تو خود راگماں بردۂ پُرخرِد انائے کہ پرشد دگرچوں پُرد

ز دعوی پُری زاں تہی میروی تہی آئی تا پُرمعانی شوی

ترجمہ: تو اپنے کو بہت عقلمند سمجھتا ہے۔ جو برتن پہلے ہی بھرا ہوا ہو دوبارہ کیسے بھرے گا؟ تو صرف دعویٰ سے بھرا ہوا ہے اس لئے خالی ہو کر آ تا کہ معانی ومعارف سے تیرا دامن مراد بھر سکے۔

سوال: انسان میں فائدہ حاصل کرنے کی صفت کیسے پیدا ہوسکتی ہے؟۔

جواب: علماء وحکما کی صحبت کی برکت سے

صحبت علماء مثال کیمیا زاں مسِ اعمال تو گردد طلا

ترجمہ: علماء کی صحبت کیمیا کی طرح ہے۔ اُس سے تیرے اعمال کا تانبا بھی سونا

---

[1] دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انساں کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

ہوجائے گا۔

سوال: فقیری میں کیا چیز اختیار کرنا چاہئے؟ یعنی فقیری سے مطلوب کیا ہونا چاہئے؟

جواب: صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی۔

دررضائے حضرتِ حق باش ودست وپامزن   می شود قلاب محکم ترچو ماہی می طپد

ترجمہ: ہر وقت رضائے خداوندی کا طالب رہ[11]۔ ہاتھ پاؤں مت مار یعنی بیقرار نہ ہو۔ جب مچھلی تڑپتی ہے تو جال کی کنڈی اور زیادہ محکم ہوجاتی ہے۔

سوال: حق تعالیٰ کی عبادت کی طرف انسان کا دل کس طرح مائل ہوسکتا ہے؟

جواب: موت کو یاد رکھنے سے۔

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش   شاید ہماں نفس نفس واپسیں بود

ترجمہ: تیرا ایک سانس بھی یاد خدا سے غفلت میں نہ گزرے۔ شاید وہی سانس تیری زندگی کا آخری سانس ہو۔[12]

سوال: دل کس چیز سے سیاہ ہوجاتا ہے؟

جواب: دنیا کی محبت سے۔

حبِ دنیا راس ہر عصیان بود   ترکِ دنیا صیقل ایمان بود

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی سردار ہے[13]۔ دنیا سے منہ موڑنا ایمان کو جلا بخشتا ہے۔

سوال: دل کی روشنی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے

---

[11] اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

[12] غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
خالق نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

[13] جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "حب الدنیاء رأس کل خطیئة" دنیا کی محبت ہر برائی کی بنیاد ہے۔

بذکرش ہر چہ بینی ور خُروش است ولے داند دیں معنی کہ گوش است

ترجمہ: تو جس چیز کو بھی دیکھے وہی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے شور میں ہے لیکن یہ راز وہی سمجھتا ہے جس کے پاس کان ہوں۔[14]

سوال: دنیا میں کس طرح رہنا چاہیے؟

جواب: اس مسافر کی طرح جو کسی سرائے میں رکتا ہے اور جب رات گذر جاتی ہے تو اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

جہاں چیست مثلِ سرائے دو در ازیں سو بیا وزاں سو گذر

ترجمہ: دنیا اس سرائے کی طرح ہے جس کے دو دروازے ہوں ایک دروازے سے آئے اور۔ دوسرے سے چلا جائے۔

سوال: مرد کو کون سی چیز جان سے بھی بڑھ کر محبوب ہے؟

جواب: دین دار کو دین۔ اور بے دین کو درم یعنی روپیہ پیسہ۔

بدیں اے فرو مایہ دنیا مخر جوئے خر بانجیل عیسیٰ مخر

ترجمہ: اے کمینے! دین بیچ کے دنیا مت خرید۔ عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کے بدلے گدھے کی لگام مت خرید۔[15]

سوال: کسی انسان کی بھلائی یا برائی کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔؟

جواب: اس کی خصلت سے واقف ہر کر اور اس سے ملاقات کر کے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

تواں شناخت بیک لحظہ از شمائل مرد کہ تا کجاش رسیداست پایگاہ علوم

---

[14] ارشاد باری تعالیٰ ہے: وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم (القرآن)
''ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد سے اس کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔''

[15] دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

ولے زباطنش ایمن مباش وغرّہ مشو　　که خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

ترجمہ: کسی انسان کی خوبیاں کا علم ایک لحظہ میں ہوسکتا ہے کہ اس کے علم و دانش کی حد کیا ہے۔ لیکن کبھی بھی اس کے باطن سے بے فکر نہ ہو اور انسان شناسی پر نازاں نہ ہو کیونکہ نفس کی برائی برسوں میں بھی معلوم نہیں ہوتی۔[۱۶]

سوال: کون سی بات ہے جو سچ ہو لیکن جھوٹ نکلے؟

جواب: بڑھاپے میں جوانی کا جوش و جذبہ[۱۷] اور غربت آنے پر امیری کا سب غرور جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔

مرد چو پیر شود حرص جواں میگردد　　زر چو از دست رود خطرۂ جاں میگردد

ترجمہ: آدمی جب بوڑھا ہوتا ہے۔ اسکی حرص جوان ہو جاتی ہے اور جب زر ہاتھ سے نکل جاں کا خطرہ ہوتا ہے۔

سوال: دوست کیسے پہچانا جاتا ہے؟

جواب: حاجت اور مشکل کے وقت ہی دوست اور دشمن پہچانے جاتے ہیں۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

دوست شمار آنکے درنعمت زند　　لاف یاری وبرادر خواندگی

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست　　در پریشاں حالی و درماندگی

ترجمہ: جو اچھے حالات میں دوستی اور بھائی چارے کے لمبے چوڑے دعوے کرے اسے دوست نہ سمجھ۔ دوست تو وہ ہوتا ہے جو مجبوری اور پریشانی کے وقت دوست کا دست و بازو بنتا ہے۔

---

[۱۶] بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذاں سے

[۱۷] پیری کے بوجھ سے تو نہیں ہے کمر میں خم
میں جھک کے دیکھتا ہوں جوانی کدھر گئی

سوال: ناخلف اور نالائق بیٹے کے مثال کیسی ہے؟

جواب: ناخلف بیٹا چھٹی انگلی کی طرح ہوتا ہے۔ اگر اسے کاٹیں تو درد ہوتا ہے اور نہ کاٹیں تو قبیح اور بھدی معلوم ہوتی ہے۔

ناخلف فرزند را انگشت ششم گفتہ اند   گر بدارد عیب باشد و ربرد درد ہاست

ترجمہ: نالائق بیٹے کو چھٹی انگلی کہا جاتا ہے اگر نہ کاٹیں تو جسم عیب دار ہو جاتا ہے اور اگر کاٹیں تو درد ہوتا ہے۔

سوال: مقیم بہتر یا مسافر؟

جواب: مسافر جاری پانی کی طرح ہے اور مقیم ٹھہرے ہوئے پانی کے مشابہ[۱۸] ہے۔

مسافر چو آبِ رواں صاف تر   مقیم است چو آبِ بستہ نشر

ترجمہ: مسافر آبِ رواں کی طرح صاف اور شفاف ہوتا ہے اور مقیم ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح ہے۔

سوال: گناہوں کی دوا کیا ہے؟

جواب: ایسی توبہ کرنا جو اخلاص سے لبریز ہو[۱۹] جسے توبہ نصوحا (ایسی توبہ جس میں دوبارہ گناہ نہ کرنے کی نیت کی جائے) کہا جاتا ہے۔

توبہ آمد ہمچو صابون گناہ   صافیِ دل از خدا پیوستہ خواہ

ترجمہ: توبہ گناہ کی میل کے لئے صابن کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دل کی صفائی کا سوال کیا کر۔

سوال: صاحب دولت کا کون سا عمل بہتر ہے؟

---

۱۸ عیش منزل ہے عمر زیبا محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

۱۹ ہوئیں بارشیں کرم کی اسی وقت آسماں سے
جو لپٹ کے رو دیئے ہم تیرے آستاں سے

جواب: محتاجوں کو کھانا کھلانا اور مہمانوں کی خدمت میں مشغول رہنا۔

غریب آشنا باش و سیاح دوست — کہ سیّاح جلاّبِ نام نکوست

ترجمہ: غریب کا ساتھی اور مسافر کا دوست۔ کیونکہ مسافر نیکی کے نام کو لے جانے والا ہے۔ یعنی مسافر نیک نامی کا سبب بنتا ہے۔

سوال: وہ کون سا شخص ہے کہ جہاں جائے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟

جواب: صاحبِ ادب۔[20]

چند روزے کہ دریں خانہ تن مہمانی — باادب باش کہ خاصیت مہمانی ادب است

ترجمہ: تو چند دن اس دنیا میں مہمان ہے۔ ادب سے رہو، کیونکہ ادب کے ساتھ رہنا ہی مہمان کے شایاں شان ہے۔

سوال: خواب بہتر ہے یا بیداری۔ یعنی سونا بہتر ہے یا جاگنا؟

جواب: ظالم کا سونا بہتر ہے اور عادل کا جاگنا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

ظالمی راخفتہ دیدم نیمروز — گفتم ایں فتنہ است خوابش بردہ بہ

آنکہ خوابش بہتر از بیداری است — آنچناں بہ زندگانی مردہ بہ

ترجمہ: میں نے دو پہر کے وقت ایک ظالم کو سویا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا یہ فتنہ ہے اس کا سو جانا ہی بہتر ہے۔ ایسی بری زندگی والے آدمی کا مر جانا ہی بہتر ہے۔

سوال: تمام اوراد سے بہتر ورد کون سا ہے؟

جواب: ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ اور موت کو کبھی نہ بھولے۔

ہر آں کہ غافل از حق یک زماں است — درآں دم کافر است امانہاں است

---

[20] دور بیٹھا غبار راہ سے میرؔ
عشق بن ادب نہیں آتا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں
باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لحظہ کیلئے بھی غافل ہے وہ اسی وقت کافر ہے۔لیکن پوشیدہ ہے۔

سوال: رزق کیا ہے؟

جواب: جو کچھ تجھے ملے وہی رزق ہے۔

گر زمیں را بآسماں دوزی نشود جو زیادہ از روزی

ترجمہ: اگر تو آسمان کو زمین سے بھی ملا دے تو تیری روزی میں جَو برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا۔

سوال: وہ کون سا شخص ہے جس میں اگر سو عیب بھی ہوں تب بھی لوگ اسے نہیں پکڑتے؟

جواب: سخاوت کرنے والا اور کریم شخص۔

سخاوت مسِ عیب را کیمیا است سخاوت ہمہ عیب ہا را دوا است

ترجمہ: سخاوت عیب کے تانبے کیلئے کیمیا ہے سخاوت تمام دردوں کی دوا ہے۔

سوال: کتنی چیزیں ہیں جو غم کو دور کرتی ہیں؟

جواب: دو چیزیں غم کو دور کرتی ہیں ایک دوسرے سے نرمی سے پیش آنا دوسری: مخلص دوست کی صورت دیکھنا۔[۲۱]

رفیق خوب کیمیا است چوں اکسیر در عالم بدست ہر کہ افتد کیمیا گرمیتواں گفتن

ترجمہ: اچھا دوست اس دنیا میں اکسیر کی طرح بہت ہی کم ملتا ہے جس شخص کو ایسا دوست ملے اسے کیمیا گر کہہ سکتے ہیں۔[۲۲]

---

۲۱ ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

۲۲ اسی اقبال کی میں جستجو کرتا رہا برسوں
بڑی مدت کے بعد آخر یہ شاہیں زیر دام آیا

سوال: مرد عاقل کون ہے؟

جواب: وہ شخص جو دنیا کی مخالفت سے غمگین اور موافقت سے خوش نہ ہو۔

ز رنج و راحتِ گیتی مرنجا دل مشو خرم کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

ترجمہ: اس دنیا کے رنج وراحت سے آزردہ ہو نہ خوش۔ کہ اس دنیا کی روش کبھی کیسی ہے اور کبھی کیسی۔

سوال: عالی ہمت کون ہے؟

جواب: وہ شخص جو آخرت کی نعمت کو دنیا کی نعمت پر ترجیح دے۔[۲۳]

دلے کہ حور بہشتی رلود ویغما کرد کئی التفات کند بر بتان یغمائی

ترجمہ: جس دل نے حوران بہشتی کو لوٹ لیا وہ دنیاوی بتوں کو طرف کب دیکھتا ہے۔[۲۴]

سوال: وہ کون سا مرض ہے کہ جس کے علاج سے ماہر طبیب بھی قاصر ہے؟

جواب: وہ حماقت اور بیوقوفی کا مرض ہے۔

خوئے بد در طبیعت کہ نشست نہ رود جذ بوقت مرگ از دست

ترجمہ: بُری عادت جس کی طبیعت میں گھر کر جاتی ہے۔ وہ مرتے دم تک اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ یعنی بری عادت اور بری خصلت کو بدلنا ناممکن ہو جاتا ہے۔[۲۵]

سوال: مرد اور عورت کے درمیان کیا فرق ہے؟

---

۲۳ توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لئے ہے

۲۴ تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

۲۵ نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سرو کنار جو کا

جواب: جوفرق آسمان سے زمین تک ہے یعنی جب تک آسمان سے پانی نہ برسے زمین پر فصلیں نہیں اُگتیں......یعنی مرد اور عورت ایک دوسرے کا تکملہ ہیں۔

تخم از زمین خوب ببرگ و ثمر رسد   ضائع مکن بشورہ زمین تخم خویش را

ترجمہ: اچھی زمین بیج کو برگ وثمر تک پہچادیتی ہے۔ کھاری زمین میں اپنے بیج کو ضائع مت کر۔

سوال: کون سا ایسا عمل ہے جسے بجالانے سے انسان دنیا والوں سے امن پالیتا ہے؟

جواب: دوستوں کے ساتھ مہربانی اور شفقت، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک اور سخاوت۔

حافظ شیرازی فرماتے ہیں

آسائشِ دوگیتی تفسیر ایں دو حرف است   بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا

ترجمہ: دونوں جہان میں امن کا راز ان دو حرفوں میں پوشیدہ ہے۔ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ صلح اور تواضع۔

سوال: وہ کون سی چیزیں ہیں جو زندگی سے بہتر اور موت سے بھی بدتر ہے؟

جواب: نیک نامی زندگی سے بہتر ہے اور موت سے بدتر بخل اور بدنامی ہے

شرف ذات بجود است و کرامت بسجود   ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

ترجمہ: انسان کی شرافت سخاوت سے ہے اور بزرگی سجدہ سے۔ یعنی نماز پڑھنے سے۔ جس شخص میں یہ دونوں چیزیں نہیں پائی جاتیں اس کی موت اسکی زندگی سے بہتر ہے۔

سوال: تمام کاموں میں سے بہتر کون سا کام ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی

فکر عقبٰی ہمیں کند دانا   عاقبت کار باخداوند است

ترجمہ: عقلمند صرف عاقبت کی فکر کرتا ہے کیونکہ سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے

سوال: جسم کی صحت کس عمل میں ہے؟

جواب: صحیح بھوک کے لگنے پر کھانا کھانا اور ابھی بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لینا۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

بآنکہ در وجود طعام است حظ نفس رنج آور طعام کہ بیش از قدر بود

گر گل شکر خوری بہ تکلّف زیاں کند ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود

ترجمہ: باوجود اس کے کہ کھانے میں جسم کی لذت ہے۔ لیکن اگر کھانا بھی ایک حد سے زیادہ ہو تو بیماری کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر گلقند بھی تکلف سے کھایا جائے تو نقصان کرتا ہے اور اگر خشک روٹی دیر سے کھائی جائے تو گلقند ہو جاتی ہے۔ (یعنی بھوک کے وقت خشک روٹی بھی گلقند معلوم ہوتی ہے)

سوال: دوست کون ہے؟

جواب: دوست وہ ہے جو لوگوں کے سامنے تیرے عیب کو چھپائے اور خوبیاں بیان کرئے اور تیرے سامنے تیری خوبیاں چھپائے اور عیب ظاہر کرے۔

ہر کہ عیب دیگراں پیش تو آور دشمرد بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد

ترجمہ: جو کوئی دوسروں کا عیب تیرے سامنے بیان کرئے تو یقین جان کہ وہ تیرے عیب بھی دوسروں کے پاس بیاں کرے گا۔

سوال: انسان کو کون سا عمل لوگوں کا محبوب بناتا ہے؟

جواب: ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا اور سچا معاملہ کرنا

زبخت روئے ترش پیش یار عزیز مرو کہ عیش بزونیز تلخ گردانی

بحاجتے کہ روی تازہ رو وخنداں رو فرد نہ بندوکار کشادہ پیشانی

ترجمہ: بدنصیبی سے پریشان ہوکر کسی دوست عزیز کے پاس مت جا۔ اس طرح تو اس کے عیش وراحت میں بھی تلخی گھول دے گا۔ تو خوش وخرّم رہ اور ہنستا ہوا جا۔ کیونکہ کشادہ پیشانی والے اور ہنس مکھ انسانوں کے کام کبھی نہیں رُکے۔

سوال: دنیا کی نعمتوں میں سے کتنی چیزیں بہتر ہیں؟

جواب: وہ چار چیزیں ہیں۔ ایک حلال ذریعہ سے کمائی ہوئی روزی۔ دوسری نیک و صاحب جمال بیوی۔ تیسری صالح بیٹا اور چوتھی نیک نامی وسعادتمندی۔

سوال: توبہ جوانی میں بہتر ہے یا بڑھاپے میں؟

جواب: جوانی میں بہتر ہے کیونکہ بوڑھا آدمی توبہ کے سوا اور کر بھی کیا سکتا ہے۔[۲۶]

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں

موئے برتن ہمہ سفید شدہ   برسرت موئے یک سیاہ نماند
اے حسن توبہ آں زماں کردی   کہ تراطاقت گناہ نہ ماند

ترجمہ: تمام تن کے بال سفید ہوگئے۔ تیرے سر پر ایک بال کالا نہ رہا۔ اے حسن تو نے توبہ اس وقت کی جب کہ تجھ میں گناہ کرنے کی طاقت نہ رہی۔ جوانی میں توبہ کرنا بہت بہتر ہے۔

درجوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری ست   وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

ترجمہ: جوانی میں توبہ کرنا طریقہ پیغمبری ہے بڑھاپے کے وقت تو بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔ یعنی جب بڑھاپے میں ایک درندہ بھی نقاہت اور کمزوری کے سبب شکار کرنے اور چیرنے پھاڑنے سے عاجز آجاتا ہے تو مجبوراً صبر اختیار کرلیتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ بڑھاپے میں توبہ کرنا فضول ہے۔ میرے بھائی! جس وقت بھی اللہ تبارک و

---

۲۶ عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومنؔ
آخری عمر میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

تعالیٰ توبہ کی توفیق عنایت فرمادے۔غنیمت ہے[۲۷]۔ وہ غفور الرحیم ہے اور فرماتا ہے۔ لَا تَقنَطُومِن رَّحمَۃ اللّٰہ[۲۸] ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو'' توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ ہر وقت توبہ لازم ہے۔

سوال: دوستی کے کتنے درجے ہیں یعنی دوستی کے کتنے حصّے ہیں؟

جواب: دوستی کے چار درجے ہیں۔ درجہ اول یہ ہے کہ تو دوست کے گھر میں جائے اور تیرا دوست تیرے گھر آئے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ دوست کو گھر بلا کر کھانا کھلائے اور اس کے گھر جا کر کھانا کھائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب تو دوست سے کوئی چیز لیکر اسے واپس کرے تو وہ واپس نہیں لیتا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچے تو جان لے کہ تجھے دوستی کے تین حصّے مل گئے اور چوتھا درجہ یہ ہے کہ دوست تجھے اپنا راز بتائے اور تو اسے اپنے راز سے آگاہ کرے۔ جب اس طرح آپس میں ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ دوستی کامل ہوگئی ہے۔

سوال: دوست کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: تین قسم کے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں

دلا یاراں سہ قسم اندا ربدانی   زبانی اندو خانی اندو جانی
بنانی ناں بدہ از دربدکن   تواضع کن بیاران زبانی
دل یاران جانی رابدست آر   زبہرش جاں بدہ ارمیتوانی

ترجمہ: اے دل! اگر تو جانے تو دوست تین قسم کے ہیں ایک زبانی، دوسرے نانی، تیسرے جانی، زبانی دوستوں سے تواضع سے پیش آ۔ جو دوست نانی ہیں انھیں روٹی دیکر گھر سے رخصت کردے۔ اور جانی دوست کیلئے اگر ممکن ہو تو جان بھی دیدے۔

---

۲۷ موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لیے
قطرے گرے جو میرے عرق انفعال کے

۲۸ القرآن الکریم:۳۹/۵۳

سوال: بھائی بہتر ہے یا دوست؟

جواب: بھائی بشرطیکہ دوست بھی ہو۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کہ از خدآشنا باشد

ترجمہ: ہزار رشتہ دار جو خدا سے بیگانہ ہو اس ایک بیگانہ پر صدقے جو (خدا) آشنا ہو۔ یعنی جو دوست خدا آشنا ہے وہی دوستی کے قابل ہے۔

سوال: کون سی چیزیں روزی کی وسعت میں رکاوٹ ہیں؟

جواب: چھ چیزیں روزی کی وسعت میں رکاوٹ ہیں۔ ایک کاہلی، دوسری عورتوں کی طرف ناجائز رغبت، تیسری دائمی بیماری، چوتھی وطن کی الفت، پانچویں ہمت کی کمی اور چھٹی خوف وڈر۔

سوال: کمال نیک بختی کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: دس علامتیں ہیں۔ ایک: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سچائی، دوسری: مخلوق کے ساتھ انصاف، تیسری: اپنے نفس کو تنبیہ کرنا، چوتھی: علمائے باطن یعنی اولیاء کرام کی صحبت اختیار کرنا، پانچویں: بزرگوں کی تعظیم کرنا، چھٹی: چھوٹوں پر شفقت کرنا۔ ساتویں: دوستوں سے حسنِ سلوک کرنا، آٹھویں: دشمنوں کے ساتھ تحمّل و بردباری کا برتاؤ کرنا، نویں: درویشوں کی خدمت کرنا اور دسویں: بے علم کو نصیحت کرنا۔

سوال: محبت کسے کہتے ہیں؟

جواب: محبت وہ ہے جو نیکی سے زیادہ اور بُرائی سے کم نہیں ہوتی

زدوست دوست نرنجد بہ ہیچ تقصیرے اگر برنجد وگوید کہ دوستم غلط است

ترجمہ: دوست، دوست کی کسی تقصیر سے رنجیدہ نہیں ہوتا۔ اگر رنجیدہ ہو تو دوستی کا دعویٰ غلط ہے۔[۲۹]

---

۲۹ جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

سوال: بندے کواللہ تعالیٰ سے کس طرح کا معاملہ کرنا چاہیے؟

جواب: بندے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ راحت اور آرام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے بندگی کے تعلق کو مستحکم کرنا چاہیئے تا کہ سختی اور تنگی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ بندے کی دستگیری فرمائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچھے حالات میں اللہ تعالیٰ کو بھول جائے اور سختی میں اسے یاد کرے۔ بلکہ انسان کو چاہیئے کہ وہ آرام اور سختی کے دونوں زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالائے۔ اور اپنی ہر حاجت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے۔ اس لئے کہ اگر ساری دنیا تیری بہتری کیلیئے کوشش کرے یا تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بغیر تجھے کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

گر گزندت رسد ز خلق مرنج   نہ راحت رسد زخلق نہ رنج

از خداداں خلافِ دشمن و دوست   کہ دل ہر دو در تصّرف اوست

گرچہ تیر از کماں ہمیں گزرد   ار کماندار بیند اہل خرد

ترجمہ: اگر تجھے مخلوق سے کوئی دکھ پہنچے تو مغموم نہ ہو کہ مخلوق سے نہ راحت پہنچتی ہے نہ رنج، تو یہ جان لے کہ دوست اور دشمن کی مخالفت بھی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ دونوں کا دل صرف اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ اگر چہ تیر کمان سے نکلتا ہے مگر عقلمند کمان پکڑنے والے کو دیکھتا ہے۔

سوال: کلام کرنا بہتر ہے یا خاموش رہنا؟

جواب: خاموشی ہر حال میں بہتر ہے۔ کیونکہ بات کرنے میں ایک فائدہ ہے اور خاموش رہنے میں دس فوائد ہیں لیکن جو بات کہ بے یادِ خدا کہی جائے۔ لہو ولعب ہے۔

اور جو خاموشی صفاتِ الٰہی کی معرفت سے خالی ہو سہو ہے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

اگر چہ پیشِ خردمند خاموشی ادب است　　بوقت مصلحت آں بہ کہ درسخن کوشی

دو چیز تیرہ عقل است دم فروبستن　　بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ترجمہ: اگر چہ عقل مند کے نزدیک خاموشی ادب ہے۔ کہ مصلحت کے وقت بات کرنے کی کوشش کرنا بہتر ہے کہ دو چیزیں عقل کیلئے تاریکی ہیں۔ بولنے کے وقت چپ رہنا اور چپ رہنے کے وقت بولنا۔

سوال: درویشی بہتر ہے یا تونگری بہتر ہے؟

جواب: تونگری اس وقت بہتر ہے جب صاحبِ مال درویشوں کی خدمت کرے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجالائے، مال کو اس کے مستحق لوگوں تک پہنچائے، ہر کام میں خدا سے ڈرے اور تکبر و غرور سے بچا رہے۔ ہاں درویشی اس سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔

گر غنی زر بدامن افشاند　　تا نظر درثواب او نہ کنی

از بزرگاں شنیدہ ام بسیار　　صبرِ درویش بہ زبذل غنی

ترجمہ: اگر غنی اپنے دامن سے زر جھٹک دے اور اس کے فائدے پر ذرا نظر نہ کرے تو میں نے بہت سے بزرگوں سے سنا ہے کہ فقیر کا صبر غنی کی بخشش سے بہتر ہوتا ہے۔

سوال: فقیر کون ہے؟

جواب: وہ جو دنیا کے مال کا لالچ نہ کرے۔ اگر کوئی اُسے دے تو رد نہ کرے اور جب لے تو جمع نہ کرے۔

چیز یکہ بے سوال رسد دادۂ خدا است　　آں راتو ردمکن فرستادۂ خدا است

ترجمہ: جو چیز بغیر سوال کئے تجھے ملے اسے ردّ نہ کر کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے۔

سوال: اِسلام کیا ہے؟

جواب: لغت میں اسلام کا معنی گردن جھکانا ہے اور اصطلاح میں اللہ رب العزت کی اطاعت کرنا اور فرمانبرداری کرنا اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان ہر کسی کو اپنے سے خوش رکھے اور کبھی کسی کا دل نہ دکھائے۔[۳۰]

سوال: ایمان کیا ہے؟

جواب: لغت میں ایمان کا مطلب اپنے آپ کو عذاب سے روکنا اور بے فکر کرنا ہے اور اصطلاح میں زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ہے، اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے حضور تمام عیبوں سے سلامت رکھنا اور اسکی غیبی امداد کا منتظر رہنا ہے اور اس میں بھی اشارہ اس طرف ہے کہ انسان اپنے آپ سے سب کو راضی اور خوش رکھے اور اس کے بہتّر شعبے میں اور سب کی اصل اور سب سے افضل کلمہ طیّبہ ہے اور سب سے چھوٹا راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔[۳۱]

سوال: ایمان کی کتنی صفات ہیں؟

جواب: چھ ہیں۔ اوّل: اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا۔ دوم: اس کے فرشتوں کو برحق سمجھنا، سوم: اس کی کتابوں کو سچا ماننا، چہارم: تمام پیغمبروں کو برحق ماننا۔ پنجم: قیامت پر یقین رکھنا کہ مرنے کے بعد اُٹھنا اور حساب دینا ہے اور ششم: یہ سمجھنا کہ نیکی اور بدی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اللہ تعالیٰ بندے کے نیک کام کرنے سے خوش ہوتا اور گناہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔

بیروں زگورِ لافِ کرامت چہ میزنی ایماں اگر بگور بری آں کرامت است

---

[۳۰] یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

[۳۱] یہ اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے (الایمان بضع وسیعون و بضیع وستون شعبة افضلها قول لا اله الا الله و ادناها اماطة الاذی عن الطریق) ریاض الصالحین: ص ۲۴۶۔ کتاب الادب۔ وہ ایمان کے ساٹھ یا ستّر کے اوپر کچھ شعبے ہیں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا اور سب سے کم راستے سے تکلیف دہ اور چیز کو ہٹانا ہے۔

ترجمہ: قبر سے باہر کراماتوں کی کیا شیخی بگھارتا ہے۔ اگر قبر میں ایمان سلامت لے جائے تو یہی کرامت ہے۔

سوال: کتنی چیزیں یاد رکھنے کے قابل ہیں؟

جواب: وہ چار چیزیں۔ اوّل: موت، دوم: وہ احسان جو کسی دوسرے شخص نے تجھ پر کیا ہے، سوم: زندگی کے تجربات اور چہارم: نصیحت کرنے والے کی نصیحت۔

سوال: کتنی چیزوں کا بھول جانا بہتر ہے؟

جواب: تین چیزوں کا۔ اوّل اپنی ہستی کا[۳۲]، دوم وہ احسان جو تو نے کسی پر کیا ہے، سوم اس برائی کو جو کسی نے تیرے ساتھ کی ہے۔

سوال: کس چیز کا دینا بہتر ہے اور کس کا نہ دینا؟ کھانا کسی چیز کا بہتر ہے اور کس کا نہ کھانا؟

جواب:

از دادہ چہ بہتر است گفتا کہ طعام   نادادہ چہ بہتر است گفتا کہ دشنام
از خوردہ چہ بہتر است گفتا کہ غضب   ناخوردہ چہ بہتر است گفتا کہ حرام

ترجمہ: کہا کہ کس چیز کا دینا بہتر ہے، کہا کہ طعام۔ کہا کہ کس چیز کا نہ دینا بہتر ہے کہا گالی۔ کہا کہ کس چیز کا کھانا بہتر ہے کہا کہ غصّہ۔ کہا کہ کس چیز کا نہ کھانا بہتر ہے کہا حرام کا۔

سوال: عبادت کس بات سے بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی ہے؟

جواب: ظاہری اور باطنی طہارت سے۔

تا بیاری طہارت ظاہر   باطنت نیز حق کند طاہر

ترجمہ: جب تو ظاہری طہارت حاصل کر لے گا تو خدا تیرے باطن کو بھی پاک کر دے گا۔

سوال: طہارت ظاہری کیا ہے؟

---

۳۲ مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

جواب: انسان کا جسم اور لباس صاف ہو اور جائے نماز نجاست خفیفہ اور غلیظہ سے بھی پاک ہو اور نجاست حقیقی اور حکمی سے بھی۔

طہارت چو جوشن خود بود اے جواں نبرد سلاح عزازیل آں

ترجمہ: اے نوجوان! طہارت زرہ کی طرح ہے۔ جسے عزازیل (شیطان) کا ہتھیار بھی نہیں کاٹ سکتا۔

سوال: طہارت باطنی کیا ہے؟

جواب: دل کو حسد، حرص، بخل وعداوت، کینہ، کبر اور ریا سے بچانا۔ غصّہ، غیبت اور غرور سے پاک وصاف کرنا اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے معمور کرنا، تاکہ باطن کی روشنی دل کے آئینے میں ظاہر ہو۔

خواہی کہ دل تو بشود آئینہ ده چیز بیروں کن زدرونِ سینہ
بغض و حسد و حرص وریا و غیبت بخل و حقد و کبرو دغا و کینہ

ترجمہ: اگر تو چاہے کہ تیرا دل آئینہ ہو جائے تو اپنے سینہ سے دس چیزوں باہر نکال دے بغض، حسد، حرص، ریا، غیبت، بخل، عداوت، کبر، غضب اور کینہ۔

سوال: انسان کی طبیعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں۔ اول: عاقل۔ دوم: نیم عاقل اور سوم: جاہل۔

سوال: عاقل کون ہے؟

جواب: عاقل وہ جو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اُسکے انجام پر غور کرے اور جو بات کرے سوچ سمجھ کر کرے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔

اوّل اندیش آنگہی گفتار پایہ پیش آمداست وپس دیوار

ترجمہ: پہلے سوچ بعد میں کلام کر۔ پہلے بنیاد رکھتے ہیں پھر دیوار اٹھاتے ہیں۔

سوال: نیم عاقل کون ہے؟

جواب: جو اگر کسی کام کے وقت مہلک خطرات میں گھر جائے تو اپنے آپ کو پیچھے نہ ہٹائے اور حکیمانہ تدبیروں سے اُس سے نجات نہ پائے تو پریشان نہ ہو۔

مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ براساں نشود

ترجمہ: ایسی کوئی مشکل نہیں جو آسان نہ ہو اور آدمی کو چاہیے کہ گھبرائے نہیں۔

سوال: جاہل کون ہے؟

جواب: جاہل وہ ہے جو صرف کوئی خطرہ دیکھ کر ہی گھبرا جائے اور پراگندگی اور پریشانی کی وجہ سے اُس سے نجات نہ پا سکے اور پریشان و رسوا ہو جائے۔

آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد ازقبول رسوائی

ترجمہ: جو کچھ عقل مند کرتا ہے وہی نادان کرتا ہے لیکن نادان پریشانی اور رسوائی اٹھانے کے بعد کرتا ہے۔

سوال: عقل کی کتنی نشانیاں ہیں؟

جواب: چار چیزیں عقل مندی کی نشانیاں ہیں۔ اوّل اپنے دشمنوں کو دوست بنائے۔

دوستی را ہزار شخص کم است دشمنی را یکے بود بسیار

ترجمہ: دوستی کے لئے ہزار شخص بھی کم ہیں اور دشمنی کے لئے ایک بھی بہت ہے۔ عقل مند کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ جاہلوں کے شر سے ہمیشہ بچتا رہے یعنی اُس سے ڈرتا ہے۔

زجاہل گریزندہ چوں تیرباش نیا میختہ چوں شکر شیر باش

ترجمہ: تیر کی طرح جاہل سے بھاگ اور اس سے کبھی بھی شیر و شکر ہو کر ملاقات نہ کر۔ عقل مند کی تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ فاسق و فاجر کی نصیحت سے بھی اپنی اصلاح کرے۔

مولانا روم فرماتے ہیں

گرچہ دانی کہ نشوند بگوی   ہرچہ دانی تو از نصیحت و پند

زود بینی سفینہ ناداں را   بدوپا اوفتادہ اندر بند

دست بردست میزند   کہ دریغ نشبذم حدیث دانشمند

ترجمہ: اگرچہ تو جانتا ہے کہ وہ نہیں سنتا مگر جو کچھ تو جانتا ہے انھیں پند و نصیحت کرتا رہ، تو بہت جلد دیکھے گا کہ نادان کمینہ قید خانے میں الٹا لٹکا ہوا ہوگا۔ ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہوگا کہ افسوس میں نے عقل مند کی بات نہیں سُنی۔

عقل مند کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ وہ قضائے الٰہی پر راضی رہتا ہے اور کبھی بھی دل تنگ نہیں کرتا۔

چور وی نگردد خدنگ قضا   سپر نیست مر بند راجز رضا

ترجمہ: جب قضا کا تیر کبھی بھی قضا نہیں ہوتا تو پھر بندے کے پاس سوائے رضا کے اور کونسی سپر ہے۔

سوال: کونسی چیز انسان کے سب سے زیادہ نزدیک ہے؟

جواب: موت۔ کہ انسان جتنا اس سے دور بھاگتا ہے وہ اتنی ہی نزدیک ہوتی جاتی ہے۔

موئے سفید از اجل آرد پیام   پشت خم از مرگ برساند سلام

ترجمہ: سفید بال موت کا پیغام لاتے ہیں۔ پیٹھ کا خم موت کا سلام پہنچاتا ہے۔

سوال: کون سی چیز انسان سے سب سے زیادہ دُور ہے؟

جواب: حصول مراد۔ کہ اگرچہ آدمی اسے حاصل کرنے میں اس کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ لیکن مشیت الٰہی کے سبب اس کا مقصد اسی طرح زیادہ دور دکھائی دیتا ہے۔

قفل تقدیر بہ تدبیر کسے وانکند   ورنہ در ز فلک اہلِ خرد بسیاراند

ترجمہ: تقدیر کے قفل کو تدبیر سے کوئی نہیں کھولتا۔ ورنہ آسمان کے نیچے اہل خرد بہت

ہیں۔

سوال: انسان کو وجود کس چیز سے ہے؟

جواب: انسان اپنی اصل کے اعتبار سے مٹی سے ہے اور اسکی خوراک و پوشاک بھی اسی سے ہے آخر اس نے مٹی میں ہی جانا ہے۔[۴۳]

اے برادر چو عاقبت خاک است خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی

ترجمہ: اے بھائی! جب ہمارا انجام خاک ہے تو خاک ہونے سے پہلے ہی خاک ہو جا۔

سوال: گِل یعنی مٹی کیا چیز ہے؟

جواب: مٹی انسان کے عناصر اربعہ یعنی خاک، پانی، آگ اور ہوا میں سے ایک ہے اور ان عناصر کی اصل آسمانوں سے ہے اور آسمانوں کا وجود فطرت یعنی عقل اوّل سے ہے اس کو عقل احمدی، قلم، ام الکتاب اور مغلول اوّل بھی کہتے ہیں اور یہ بمنزلہ دانہ ہے۔ عالم علوی یعنی آسمان اور عالم سفلی یعنی زمین درخت کی مانند ہیں اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات اس کے پتے، شگوفے، کلیاں اور پھول ہیں اور انسان اس درخت کا پھل ہے۔[۴۴]

توانائے کہ در یک طرفۃ العین زکاف ونون پارید آورد کونین
چو قافِ قدرتش دم برقلم زد ہزاراں نقش برلوح عدم زد
ازاں دم گشت پیدا جملہ عالم وزاں شد ہویدا جان آدم
چو خود را دید یک شخص معین تفکر کرد تا خود ہستم من

---

۴۳ ارشاد باری تعالیٰ ہے (منها خلقنكم وفيها نعيدكم و منهانخرجكم تارة اخرى) القرآن الکریم: ۲۰/۵۵۔ ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہم تمہیں اسی میں واپس لوٹائیں گے اور ایک مرتبہ پھر اسی میں سے نکالیں گے۔

۴۴ نہ تو زمیں کیلئے ہے نہ آسماں کیلئے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کیلئے

ترجمہ: قدرت والے نے ایک پلک جھپکتے میں کاف ونون یعنی کن سے دو جہاں کو پیدا فرمایا۔ جب اس کے قدرت کے قاف نے قلم کو اشارہ فرمایا تو لوحِ عدم پر ہزاروں نقش ظاہر ہو گئے۔ اسی وقت سب جہان پیدا ہو گئے۔ اسی وقت جانِ آدم ظاہر ہوئی جب ایک شخص اپنی جان کی طرف دیکھے تو یہ سوچتا ہے کہ میں کون ہوں؟[۳۵]

سوال: انسان کو نورِ الٰہی کیوں نہیں کہتے؟

جواب: فرقِ مراتب کے اعتبار سے۔ اگرچہ انسان بھی ایک نور ہے۔ لیکن خاکی کے نام سے مشہور ہوا۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

ترجمہ: وجود کی وجہ سے ہر مقام کا اپنا ایک حکم ہے۔ اگر تو مراتب کو ملحوظ خاطر نہ رکھے گا تو زندیق ہو جائے گا۔

سوال: کیا یہ پیکر خاکی اپنے آپ کو نور بنا سکتا ہے؟

جواب: ہاں۔ عبادت و ریاضت کی قوت سے عروج کے سب پردے ہٹ جائیں گے اور قوتِ مَلکی اس کے قوائے تو روحانی میں پیدا ہو جائے گی اور انسان اپنی اصل کی طرف لوٹے گا اور خاکی کثافت کی تاریکیاں نورِ ایمانی سے منور ہو جائیں گی۔ اس طرح حیوانی صفات، انسانی صفات کے قالب میں ڈھلیں گی اور انسانی صفات، مَلکی صفات سے تبدیل ہو کر پانی کے اس بُلبلے کی طرح ہو جائیں گی جو دریائے وحدت کے کنارے تنہا پڑا ہو۔ اور پھر وہ اپنے آپ کو دریا سے مِلا کے فنا کر دے اور جب وہی قطرہ حقیقت کے دریا سے ملے گا تو نورٌ علیٰ نورٌ ہو جائے گا۔[۳۶]

۳۵؎ حیراں ہے بوعلی کہ میں آیا کدھر سے ہوں
رومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کدھر کو میں

۳۶؎ عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

تاچند کہ باہر زہ گرد مردم گردی　　تا روشن و پُر فضا چو انجم گردی
چیزے تو نہ گم نیست کرامی طلبی　　زنہار بخود کوش کہ خود گم کردی

ترجمہ: تو کب تک بیہودگی میں آدمیوں کے گرد پھرتا رہے گا[۳۷]۔ تاکہ تو پُر فضا ستاروں کی مانند روشن ہوجائے۔ کوئی چیز تجھ سے گم نہیں ہے تو کس چیز کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اپنے آپ کو تلاش کر یہاں تک کہ تو خود گُم ہوجائے[۳۸]۔

سوال: اتصال کا مقام کب حاصل ہوتا ہے؟

جواب: اپنی ذات کو فنا کرنے سے جس وقت تو گم ہوا اُسی وقت باقی ہوا

تو دراو گم شووصال این است وبس　　تو مباش اصلاً کمال این است وبس

ترجمہ: تو ذات حق میں گم ہوجا۔ بس یہی وصال ہے، تو اپنا آپ تک مٹادے بس یہی کمال ہے۔

سوال: مومن کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے راضی رہے اور ہمیشہ اللہ تعالی کو اپنے آپ سے راضی رکھے۔

نمی گویم کہ ازدنیا جدا باش　　بہر کارے کہ باشی باخدا باش

ترجمہ: میں نہیں کہتا کہ تو دنیا سے الگ ہوجا، جو بھی کام کر تیرے دل کی سوئی اللہ کی طرف لگی رہے۔

سوال: اللہ تعالےٰ کی رضامندی کون سی چیز میں ہے؟

جواب: معرفتِ ذات[۳۹] میں اور ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ رہنے میں۔

---

۳۷ عشق بتاں سے ہاتھ اٹھا اپنے خدا میں ڈوب جا
نقش و نگار دیر میں خوں جگر نہ کر تلف

۳۸ کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں
کہ لیلیٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

۳۹ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

دمبدم دم راغنیمت داں و ہمدم شوبدم　　واقف دم باش ودم رادمبدم بیجابدم

ترجمہ: دمبدم جو تیری سانس آتی جاتی ہے۔اسے غنیمت جان اوراپنے ہر سانس کی قدر کر۔ ہر سانس پر چوکنّا رہ کہ تیرا کوئی بھی سانس یادِ خدا کے بغیر نہ ہو۔ ہر وقت شغل پاس انفاس کر یعنی تیرا ہر سانس ذکر الٰہی کا ذریعہ بنے۔

سوال: روح کو جسم کے ساتھ کیا مناسب ہے؟

جواب: جو نسبت سوار کو گھوڑے کے ساتھ ہوتی ہے اور گھوڑے کو سوار کے ساتھ۔

ہمیں میروت عیسی از لاغری　　تو در بند آئی کہ خر پروری

ترجمہ: یونہی مر رہا ہے۔ تیرا عیسی (روح) کمزور ہے۔ اور تو گدھے کی پرورش میں لگا ہوا ہے۔ یعنی تیری جان مثل عیسی کے ہے اور تیرا تن گدھے کی طرح ہے۔ تیری جان بے یاد خدا کمزور ہو رہی ہے اور تو تن کی پرورش میں لگا ہوا ہے جو گدھے کی طرح ہے۔

سوال: بہترین انسانی صِفات کیا ہیں؟

جواب:

سخاوت عبادت شجاعت عدالت　　بانسان بود بہتریں صفتہا

ترجمہ: سخاوت۔عبادت۔شجاعت اور عدالت بہترین انسانی صفات ہیں[ؒ]

سوال: انسان کی بدترین صفات کیا ہیں؟

جواب:

بخل وکین است وظلم وغفلت داں　　بدترین صفات در انسان

ترجمہ: بخل، کینہ، ظلم اور یاد خدا و احکامات الٰہی سے غفلت بدترین انسانی صفات ہیں۔

[ؒ] سبق پھر شجاعت کا، عدالت کا، سخاوت
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

سوال: دانا لوگوں نے کتنی باتوں کی وصیت کی ہے؟

جواب: وہ دس چیزیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہوا و ہوس کو چھوڑ کر قناعت اختیار کی جائے۔ دوسری یہ کہ نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور مشکل کے وقت صبر کا دامن نہ چھوڑے کیونکہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے[۴۱] اور صبر سے فراخی نصیب ہوتی ہے۔ تیسری یہ کہ مصیبت کے وقت اپنے دل کو مضبوط رکھے[۴۲]۔ چوتھی یہ کہ کسی بھی کام کو چھوٹا اور حقیر نہ جانا جائے کیونکہ وہی جب بڑا ہوگا تو با کمال ہو جائے گا۔ پانچویں یہ کہ مخلص دوستوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہو۔ چھٹی یہ کہ اپنے دوستوں کو اتنا قوی نہ کرو کہ اگر وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر غالب آ جائیں اور کسی بھی وقت ان سے اتنی محبت نہ کر کہ اگر اس میں کچھ کمی ہو جائے تو وہ دشمن ہو جائیں۔ ساتویں یہ کہ کبھی بھی فضول بات نہ کر۔ آٹھویں یہ کہ انسان جتنا بھی تندرست، قوی اور توانا ہو کبھی بھی زندگی کا بھروسہ نہ کرے۔ نویں یہ کہ مرض جتنا بھی مہلک ہو، نا اُمید ہو کر کبھی علاج بند نہ کرے اور دسویں یہ کہ دُنیا کو مصیبت اور بلا سمجھ کر اِسے کبھی بھی اپنے اُوپر سوار نہ کرے۔

اگر دنیا نباشد درد مندیم   وگر باشد بمہرش پائے بندیم

بلائے زیں جہاں آشوب ترنیست   کہ رنج خاطر است ارست ور نیست

ترجمہ: اگر دنیا نہ ہو تو ہم دردمند ہیں۔ اور اگر ہو تو اس کی محبت میں گرفتار ہیں۔ کوئی چیز دنیا میں اس سے زیادہ سخت نہیں۔ اگر یہ ہو تو پھر بھی تکلیف ہے اور اگر نہ ہو تو پھر بھی تکلیف ہے۔

---

[۴۱] ارشاد باری تعالیٰ ہے (لئن شکرتم لازیدنکم) القرآن الکریم: ۱۴/۴ ''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں لازماً تمہیں زیادہ دوں گا''

[۴۲] مصائب میں مسکرانا میری عادت ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

سوال: دوستی کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: چار علامتیں ہیں پہلی یہ کہ دوست ملاقات سے تنگ دل نہ ہو، دوسری یہ کہ جدائی میں بھول نہ جائے، تیسری یہ کہ اچھے برے حالات میں ساتھ دے اور چوتھی یہ کہ حاضر و غائب میں ایک جیسا رہے۔ یعنی جیسا منہ پر کہے ویسا ہی عدم موجودگی میں کہے۔

سوال: حماقت کی کتنی علامتیں ہیں؟

جواب: آٹھ ہیں۔ پہلی: بِن بُلائے کسی کے دستر خوان پر بیٹھنا، دوسری: مہمان ہو کہ میزبان پہ حکم چلانا، تیسری: اپنے دشمنوں سے نیکی کی توقع رکھنا، چوتھی: نالائقوں سے احسان کی امید رکھنا، پانچویں: جب دو آدمی مصروف گفتگو ہوں تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو ان میں شامل کرنا، چھٹی: حکماء اور بزرگوں کا مذاق اڑانا، ساتویں: ایسی جگہ پر بیٹھنا جو بیٹھنے کے قابل نہ ہو اور آٹھویں: زیادہ بولنا اور بغیر ضرورت کے باتیں شروع کر دینا۔

سوال: ایمان کی سلامتی کس چیز میں ہے؟

جواب: دینداری، تقویٰ، تحمل، ریاضت، صبر، شکر اور عبادت میں۔

باخدا اگر بت تراشی کعبہ ات سنگ آورد　　　بے خدا اگر کعبہ سازی بت تو ننگ آورد

ترجمہ: اللہ کی محبت میں (بالفرض) اگر تو بت بنائے تو کعبہ تجھے پتھر لا کے دے گا اور بغیر محبت الٰہی کے اگر تو کعبہ بھی بنائے تو بت تجھ سے شرم کریں گے [۴۳]۔ یہ شعر عارف صاحبِ طریقت کا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی محبت میں اگر بُت بھی بنائے گا تو کعبہ تجھے پتھر لا کر دے گا یعنی تیرا وہ کام قبول ہوگا چونکہ تیری نظر اللہ تعالیٰ پر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی محبت

---

[۴۳] اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق

کے بغیر، ریا وغود سے کعبہ یعنی مسجد وغیرہ بھی بنائے گا۔ تو وہ تیرے لئے بُت ہے یعنی بُت بھی تجھ سے شرم کریں گے اور تجھ سے بھاگیں گے [۴۴] یعنی وہ نیکی قبول نہ ہوگی۔

سوال: مال کی سلامتی کس چیز میں ہے؟

جواب: قرابت داروں، حق داروں اور محتاجوں کے حقوق ادا کرنے سے، اپنی صفائی کا خیال رکھنے اور بچوں کی زیب وزینت کرنے سے۔

زکوٰۃ مال بدر کُن کہ فضلہ زر را چو باغبان بدر و بیشتر دہد انگور

ترجمہ: مال کی زکوٰۃ نکال کیونکہ جب باغبان انگور کے زائد پتوں کو کاٹتا ہے تو انگور اور بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی زکوٰۃ دینے سے مال میں زیادتی اور ترقی ہوتی ہے۔

سوال: تن کی سلامتی کس چیز پر ہے؟

جواب: بھوک اور شکم سیری کو اعتدال پر رکھنے سے، حرکت وسکون اور نیند و بیداری کو معتدل رکھنے سے۔

تقدّر ہر سکوں راحت بود بنگر تفاوت را دویدن، رفتن، ایستادن، نشستن، خفتن و مردن

ترجمہ: ہر کام ایک اندازے سے راحت ہے۔ اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھ۔ دوڑنا، چلنا، کھڑا ہونا، بیٹھنا، سونا اور مرنا۔ الغرض ہر کام ایک اعتدال سے ہی اچھا ہوتا ہے۔

سوال: کتنی چیزیں آدمی کی ہمت کو پَست کرتی ہیں؟

جواب: وہ چار چیزیں ہیں۔ اول: دشمن، دوم: قرضہ، سوم: نالائق بیٹا اور چہارم: بَدخصلت بیوی۔

سوال: کمینہ پَن کی کتنی علامتیں ہیں؟

جوب: چار علامتیں ہیں۔ پہلی: یہ کہ اپنے سے زیادہ عقل مند سے بحث ومقابلہ کرنا۔

---

[۴۴] جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

دوسری: ناتجربہ کار پر اعتماد کرنا، تیسری: عورتوں کی چالبازیوں سے بے فکر رہنا اور چوتھی: لڑکوں کی صحبت اختیار کرنا۔

سوال: غفلت کی علامت کیا ہے؟

جواب: آخرت کی نعمت کو اس دنیا سے بہتر سمجھنا اور پھر دین کو دنیا کے بدلہ میں بیچ ڈالنا۔ موت سے غافل ہو کر اپنی زندگی پر مغرور رہنا۔ یقین تو اس بات کا رکھنا کہ رازق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور پھر بھروسہ اپنے دست و بازو کا کرنا۔[۴۵]

فراموشت نکرد ایزد دراں حال — کہ بودی نطفۂ مدفون و مدہوش
روانت داد و عقل و طبع وادراک — جمال و نطق ورائے دفکرت وہوش
دہ انگشت مرکب کردہ برکف — دوبازویت مرتب کردہ بردوش
چہ می پنداری اے ناچیز ہمت — کہ خواہد کردنت روزی فراموش

ترجمہ: تجھے اللہ تعالیٰ نے اس وقت بھی فراموش نہ کیا جب تو مدہوش اور ایک نطفۂ مدفون تھا۔ اس نے تجھے جان دی۔ عقل، طبیعت، ادراک اور حُسنِ تکلّم دیا، ہوش و حواس دیئے تیری ہتھیلی پہ دس انگلیاں بنا دیں۔ تیرے کاندھے پہ دو بازو لگا دیئے۔ اے کم ہمت انسان! کیا تیرا خدا تجھے روزی دینے میں بھول جائے گا؟

سوال: مرد کے لئے بہترین زیب و زینت کیا ہے؟

جواب: مرد کو چاہے کہ ہر صبح کو آئینہ میں اپنی شکل دیکھے۔ اگر اپنی صورت اچھی لگے تو سیرت کو بھی نیک کرے تا کہ صورت اور سیرت دونوں نیک ہو جائیں[۴۶]۔ اور اگر اپنے آپ کو بدصورت دیکھے تو سیرت کو نیک کرے تا کہ اس میں دونوں برائیاں

---

[۴۵] بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

[۴۶] سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

جمع نہ ہو جائیں۔

واہ چہ خوش است مصرعہ مرغوب　　　سیرت نیک بہ زصورت خوب

ترجمہ: واہ کیا اچھا مصرع دل کو بھاتا ہے۔ اچھی سیرت اچھی صورت سے بہتر ہے۔

سوال: اسراف کیا ہے؟

جواب: سخاوت اور بخشش کرنا اِسراف نہیں ہے۔ اِسراف تو حظ نفس اور ناموری کیلئے بے جا خرچ کرنے کا نام ہے۔

خوردن برائے زیست و ذکر کردن است　　　تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

ترجمہ: کھانا تو زندہ رہنے اور ذکر الٰہی کرنے کے لئے ہے اور تیرا یہ اعتقاد ہے کہ زندگی ہی کھانے کے لئے ہے۔

سوال: کس عمل سے غفلت پیدا ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نفس کی اطاعت کرنے سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔

بقول دشمن پیان دوست بشکستی　　　ببیں کہ باکہ بریدی وباکہ پیوستی

ترجمہ: تو نے دشمن کے کہنے پر دوست سے کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔ تو دیکھ کہ تو کس سے ملا اور کس سے جدا ہوا؟

سوال: نفس کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو چیز اللہ تعالیٰ کے حکم اور عقل وحکمت کے خلاف حکم کرے وہ ایک نفسانی قوت ہے جس کا تعلق ارواح انسانی سے ہے۔

نفس امّارہ ترا دشمن بود　　　در رہِ دین حقت راہ زن بود

ترجمہ: نفس امّارہ تیرا دشمن ہے۔ دینِ حق کے راستہ میں تیرا رہزن ہے۔

سوال: شیطان کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ جو انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور برائی کے راستہ کی طرف

کھینچتا ہے۔ اسے خنّاس، رہزن اور عزازیل بھی کہتے ہیں۔

شیطان ہزار مرتبہ بہتر زبے نماز　　کو سجدہ پیش آدم وایں پیش حق نکرد

ترجمہ: شیطان بے نمازی سے ہزار مرتبہ بہتر ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ نہیں کیا اور بے نمازی اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ نہیں کرتا۔

سوال: اِن تمام علوم کی ابتدا کس سے ہے؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم متعدد زبانوں اور مختلف الفاظ میں اُن کو سکھائے۔ اور علم باطن سے انہیں اس قدر آگاہ فرمادیا کہ فرشتوں کو اُن میں سے ایک حرف بھی یاد نہ تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مسجودِ ملائک بنایا۔

سالہا دل طلب جام جم از ما میکرد　　آنچہ خود داشت زبیگانہ تمنا میکرد

ترجمہ: برسوں سے دل ہم سے جام جمشید طلب کرتا تھا۔ جو اس کے پاس تھا وہی دوسروں سے طلب کرتا تھا۔ [ہے]

سوال: روح اور عقل میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: وہی مناسبت جو بادشاہ اور وزیر میں ہوتی ہے۔

سوال: روح کی بادشاہی پر کون سی دلیل عقلی ہے؟

جواب: چونکہ انسانی بدن ایک آباد سلطنت اور مُلک کی طرح ہے۔ دل اس کا قلعہ، روح سلطان عادل، عقل وزیرِ باتدبیر، حواس خمسہ باطنی حِسّ مشترکہ اور متخیلہ کی طرح اور حافظہ، واہمہ اور متعرفہ اس دربار کے مصاحب ہیں ان کا مقام دماغ ہے اور حواس خمسہ یعنی پانچوں ظاہری حواس یعنی سامعہ، باصرہ، شامّہ، ذائقہ اور لامسہ

ہے دل بینا بھی خدا سے کر طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اِس دربارِ شاہی کے جاسوسوں کی طرح اور ان خدّام کی مثل ہیں جو ہر وقت خدمت کے لئے حاضر رہتے ہیں اور جو دیکھتے، سنتے اور دریافت کرتے ہیں۔ بہت جلد اس کا اظہار بادشاہ کے حضور کرتے ہیں اعضاء و اعصاب پہاڑوں اور اضلاع کی طرح، گوشت زمین کی مثل، رگیں نہروں کی طرح اور خون اس آبِ حیات کے مُشابہ ہے جو ہر وقت رواں دواں رہتا ہے اور روحِ حیوانی اِنہیں اشیاء کے متعلق ہے۔ زبان اس دربارِ شاہی کی مترجم ہے قلب اسرارِ پروردگار کا خزانچی ہے۔ شیطانی وسواس چوروں، مفسدوں اور رہزنوں کی طرح ہیں تاکہ دولت ایمان کو لوٹ لیں اور حسن نیت کے قافلوں کو تباہ و برباد کردیں۔ یہ صرف عقل دور اندیش کے بیدار رہنے، اللہ رب العزت کی توفیق ازلی اور خشیت الٰہی کی نگہبانی سے ہی قابو میں رہتے ہیں اور اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہتے ہیں۔

سوال: انسانی اعضاء کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: انسان کا وجود دوسو اڑتالیس (۲۴۸) اعضاء سے مرکب ہے۔

سوال: انسان کے بدن کی کتنی رگیں ہیں؟

جواب: تین سو ساٹھ (۳۶۰) شاخ دار رگیں بدن پر لپٹی ہوئی ہیں۔

سوال: اس سلطنت خلقت انسانی کے کتنے فوائد ہیں؟

جواب: بے شمار فوائد ہیں۔ زمین و آسمان، چاند اور سورج سب کچھ انسان کی خدمت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور انسان کی تخلیق، معرفتِ ذاتِ الٰہی اور عبادتِ باری تعالیٰ کیلئے ہے[۴۸] اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر اسے خلیفہ مطلق بنایا۔ بادل اس کی

---

[۴۸] رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
تیرا سفینہ کہ ہے بحر بیکراں کیلئے

خوراک تیار کرنے کے لئے برستا ہے اور ہوا خادموں کی طرح اس کی زمینی جلوہ گاہ کو سنوارنے میں مصروف ہے، آگ اس کے باورچی خانہ کو چلانے کے لئے سرخ لباس زیب تن کیے ہوئے ہے اور آسمان کے ستارے رنگا رنگ جواہرات کی کانیں اور طرح طرح کے مفردات کے خزانے زمین کے دفینے بنانے میں لگے ہوئے ہیں اور خشکی تری کے تمام جانور اس کی خدمت بجالانے میں مصروف ہیں۔ یہاں تک کہ نباتات عجیب خاصیات اور نادر کیفیات سے مسحور ہوکر کوہ وبیاباں، فصلوں اور باغات میں انسانی خدمت کے لئے ایک پاؤں پر کھڑے ہیں۔ اب انسان کو چاہیے کہ اپنے خالق کو پہچانے۔ اس چند روزہ زندگی پر مغرور نہ ہو وہ اپنے مقصدِ حیات کو حاصل کر سکے اور زندگی کی نعمتوں سے سرفراز اور ممتاز ہو سکے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

ابروبادومہ و خورشید و فلک درکار اند — تاتو نانی وبکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ ازبہر تو سرگشتہ وفرمانبردار — شرط انصاف نباشدکہ تو فرماں نبری

ترجمہ: بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان سب تیری خدمت میں مصروف ہیں۔ جب تو روٹی ہاتھ میں لے تو اسے غفلت سے نہ کھا۔ سب کچھ تیرے لئے پریشاں اور تیرا فرمانبردار ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانے تو یہ انصاف کا خون ہے۔

سوال: موت کیا چیز ہے؟

جواب: موت اللہ رب العزت کی ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہر ایک ذی روح پر قابض اور غالب فرمایا ہے اور اس کو ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کے تابع کیا ہے اور آخرت میں اسے ایک نر بکرے کی صورت میں محشر میں لاکر ذبح کر دیا جائے گا اور دوزخ میں ایک فرشتہ ندا کرے گا کہ اے اہل دوزخ! تم ہمیشہ اسی طرح عذاب میں مبتلا رہو گے اور تمہیں موت نہ آئے گی اور

اور اسی کو عالم برزخ بھی کہا جاتا ہے۔

چہ خوش بودم بعیش عالم غیب   زہست و نیستی آزاد و بے غم
بقید خاک از دستِ شہادت   فتادم در ظہور بیشی و کم
چوں خودرا نیک بشناسم خلاصم   ولے مشکل کہ من خودرا ندانم

ترجمہ: میں عالم غیب کی زندگی میں کیا کیف میں تھا۔ ہستی و نیستی سے آزاد اور بے غم تھا۔ اب ظہور کی کمی اور زیادتی کے سبب عالم شہادت کے ہاتھ سے مٹی کی قید میں پڑا ہوں۔ اگر میں اپنے آپ کو اچھی طرح پہچان لوں تو اس اضطراب سے نجات پالوں لیکن مشکل یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو پہچانتا نہیں ہوں۔[۴۹]

سوال: موت پہلے ہے یا حیات؟

جواب: وجود کے اعتبار سے پہلے موت ہے۔ اور اس کے بعد حیات، پھر دوسری موت پھر دوسری حیات یعنی موت اوّل ایسی ہے کہ جب انسان کی تخلیق ہی نہیں ہوتی وہ باپ کی صلب سے رحم مادر میں نہیں پہنچا تھا۔ ابھی معدوم الوجود تھا۔ اور حیات اوّل یہ ہے کہ وہ عدم کے گڑھے سے ایوان شہود میں پہنچا۔ خلعت مستعارہ پہنی، اپنی طبعی عمر سو سال یا اس سے کم و بیش بسر کی۔ اور پھر اسے موت ثانی آ گئی کہ اس نے قفس عنصری سے پرواز کی اور عالم بقا میں پہنچا۔ اس کا وجود اس جہان سے معدوم ہو گیا۔ پھر حیات ثانی اسے روز محشر کو ملے گی اور اسے اپنے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ حیات ابدی ہے جس کے بعد موت نہیں۔ پس یہ حیات دو عدموں کے درمیان واقع ہے[۵۰]۔ کہ ابتدا میں عدم اوّل اور انتہا میں عدم

۴۹؎ اقبالؔ بھی اقبالؔ سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

۵۰؎ ارشاد باری تعالیٰ (کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فأحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون) القرآن الکریم: ۲/۲۸ ''تم اللہ تعالیٰ کا انکار کس طرح کرتے ہو تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ثانی جو کاملین کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

ایں مدعیاں در طلبش بیخبر آنند　　کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

ترجمہ: یہ دعوے کرنے والے لوگ اس کی طلب میں بے خبر ہیں۔ جسے اُس کی خبر ہو گئی پھر اُس کی خبر نہ ہوئی۔[۵۱]

سوال: پردہ مثالی عالم غیب کی صورت پر ہے یا عالم شہادت کی؟

جواب: پردہ مثالی عالم شہادت پر ہے۔ یہ عالم چھ جہات میں مُقیّد ہے جنہیں شش جہات کہا جاتا ہے یعنی آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے۔ اور وہ عالم جو عرش کے اوپر ہے اس پر نور رواق زبرجدی موجود ہیں اس کی کوئی جہت نہیں۔ وہ مکان ولا مکان کی قید سے پاک ہے۔ پس انسان اپنا پردہ خود ہی ہے جب اِسے اُٹھایا۔ تو اُس کے دل کی آنکھ بینا ہو گئی۔

نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش من　　تو خود حجاب خودی حافظؔ از میاں برخیز

ترجمہ: میرا دلکش محبوب اپنے چہرے پر کوئی نقاب نہیں رکھتا۔ اے حافظؔ تو خود اپنا حجاب آپ ہے درمیان سے نکل جا۔[۵۲]

سوال: عالم باطن کیا ہے؟

جواب: علم ظاہر کا مغز ہے۔

بآیات معنی ظاہر یکیست　　ولے ہفت معنیٰ باطن دروست

ترجمہ: آیات میں ظاہر کے معنی ایک ہے۔ لیکن اس میں سات معانی مضمر ہیں۔

سوال: علم ظاہر اور علم باطن میں کیا فرق ہے؟

---

[۵۱] لذت و لطف مئے ناب میں کس سے پوچھوں
کوئی باہوش نکلتا ہی نہیں مئے خانے سے

[۵۲] ہر چند سبک رفت ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

جواب: کوئی فرق نہیں مگر ظاہر اسم کی طرح ہے اور باطن مسمّٰی کی طرح۔ یا ظاہر اجمالی ہے اور باطن تفصیلی۔

سوال: اِسم سے مُسمّٰی کی طرف کیسے پہنچا جاسکتا ہے؟

جواب: اِسم کو فنا کرنے اور اپنی خودی کے آثار مٹا دینے سے۔[۵۳]

اسم چوں خواندی مسمیٰ را بجوئی روبدریا کار برنا آید ز جوئی

ترجمہ: جس ذات (اللہ) کا نام لیتا ہے تو اُس کو تلاش کر۔ دریا کی طرف چل نہر سے کام نہیں چلتا۔

سوال: معرفتِ الٰہی کا مقام کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

جواب: معرفتِ الٰہی پانے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ وکیل کے ساتھ اس مقام تک پہنچنا ہے۔ یعنی ہر شئے کے نام کو اس کے خالق تک پہنچائے۔ اور منزل یقین پہ پہنچ کر ہر شئے کو بھول جائے۔ اور ہر وجود سے اسی واجب الوجود کو طلب کرے۔ تاکہ اسے ابتدا اور انتہا کی حقیقت معلوم ہو جائے اور اس پر یہ بھید کھل جائے کہ تمام اشیاء کی اصل ذات باری تعالیٰ ہے اور تمام اشیاء اسی کی بارگاہ اقدس کی طرف لوٹ کر جارہی ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دل بینا اور مشاہدات سے معرفت الٰہی کو حاصل کیا جائے کیونکہ اس جہاں سے بے خبر ہو جانا علم باطن کا ہی نتیجہ ہے۔

ہوش است سرمایہ صدورد سراست فارغ بال آنکہ از جہاں بے خبراست
دربیضہ خمی کنندمرغان فریاد ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ تراست

ترجمہ: ہوش اور بصیرت سو (۱۰۰) ورد کا سرمایہ ہے۔ فارغ وہ ہے جسے جہاں کی خبر

---

[۵۳] مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

نہیں۔ پرندے انڈے کے اندر فریاد نہیں کرتے اگر چہ انڈا قفس سے زیادہ تنگ ہوتا ہے۔

سوال: مشاہدات کس طرح حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: اس کے بھی دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقۂ کسب ہے یعنی بدن کو نجاست سے اور دل کو کدورت سے صاف کر کے ریاضت، عبادت اور تقویٰ میں مشغول کر دیا جائے۔ اپنے شیخ و مرشد کو اپنا ہادی بنا کر اور ایمان کا چراغ ہاتھ میں لے کر یادِ خدا سے دل کے زنگ کو دور کیا جائے۔ اپنے آپ کو تعصب سے بچائے۔ اپنے آپ کو کم کھانے، کم بولنے اور کم سونے کی عادت ڈالے، تا کہ مقامِ مکاشفات تک پہنچ سکے۔

دوسرا طریقہ وھب ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق کا چراغ اس کے آگے رکھ دیتا ہے تا کہ نورِ عبادت اور تجلیٔ ایمان اس کے دل پر اپنا پرتو ڈالے ایسا پرتو جو جذب و کیف سے معمور ہو۔

هرچه غیر ازشورش ودیوانگی است   کاندراں راه دوری و بیگانگی است

ترجمہ: دیوانگی اور شورش کے سوا جو کچھ بھی ہے راہِ عشق میں سب بیگانگی ہے۔[۵۴]

سوال: مردِ عارف کی علامت کیا ہے؟

جواب: اگر چہ وہ جتنا بھی زیرک اور دانشور ہو اپنے آپ کو بہت بڑا نادان اور کورِ باطن (دل کا اندھا اور باطن کا اندھا) سمجھے اور دنیا پرستوں کے نزدیک وہ دیوانہ ہو۔

آنکس که بداند و بداند که نداند   اسپ طربِ خویش بگردوں بجهاند

و آنکس که بداند و بداند   اونیز خرخویش بمنزل برساند

وانکس که نداند وبداند که بداند   درجهل مرکب ابدالدهر بماند

---

۵۴ فرزانگی قصور ہے دنیائے عشق میں
دیوانہ جو ہوا وہی کامل ٹھہر گیا

ترجمہ: وہ شخص جو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ وہ اپنی خوشی کے گھوڑے کو آسمان پر دوڑا دے گا اور وہ شخص جو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ جانتا ہے وہ اپنے گدھے پر منزل پر پہنچے گا اور وہ شخص جو نہیں جانتا اور سمجھتا ہے کہ میں جانتا ہوں وہ قیامت تک بیوقوفی کے گھوڑے پر ہی سوار رہے گا یعنی ہمیشہ بے وقوف رہے گا۔

سوال: دانائی کیا چیز ہے؟

جواب: دانش و دانائی کا اصلی مادہ دانستن ہے۔ جس کا معنی جاننا ہوتا ہے اور اصطلاحاً اس کا معنی عقل و خرد ہے اور وہ چراغ کی طرح حجرہ دماغ میں روشن ہے لیکن معرفت الٰہی پانے میں اور صفات الٰہی کو جاننے میں عقل و خرد عاجز و بے بس ہیں۔[۵۵]

گر خرد در راہِ اوحق بیں بُدے   صد ہزاراں شبلیؒ و ادہمؒ شدے

ترجمہ: اگر صرف عقل راہ حق کو دیکھنے والی ہوتی تو لاکھوں ابراہیمؒ ادھم اور شبلیؒ پیدا ہو جاتے۔[۵۶]

سوال: عقل کی روشنی کس چیز سے ہے؟

جواب: عقل کی روشنی علم سے، علم کی تقویٰ و طہارت سے اور باطن کی معرفت الٰہی سے ہے اور باتوں کے معانی و حقائق دلہن کی طرح الفاظ کے پردہ میں چھپے رہتے ہیں یعنی عبادت ظاہری دریا کی طرح، حروف موج کی مانند، معنی صدف یعنی سیپی کے مشابہ اور اس کا مضمون بے بہا موتیوں جیسا ہے۔

ہر سخن را معنی و مغزے بود   لیکہ مغزش درسرت کی می شود

---

۵۵ خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

۵۶ گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

گوش خر بفروش ودیگر گوش خر   ایں سخن باور ندارد گوش خر

ترجمہ: ہرایک بات کا ایک معنی اور مغز ہوتا ہے لیکن اس کا مغز تیرے سر میں کب ہوتا ہے۔ گدھے کے کان کو فروخت کر اور دوسرے کان خرید۔ جو اس بات پر یقین نہیں اسے گدھا کہو۔

سوال: عشق کیا چیز ہے؟

جواب: عشق ایک غیبی آگ ہے جب کسی دل پہ گرتی ہے ماسوائے محبوب ہر چیز کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔

نیم رخ توالستُ منکم ببعید   وان نیمی دگران عذابی لشدید

برگر دلت نوشتہ یحی ویمیت   من مات من العشق فقد مات بشہید

ترجمہ: (عاشق اپنے معشوق سے کہتا ہے) اے پیارے! تیرا آدھا رخ زیبا بشارت دے رہا ہے کہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔ اور اے میرے دوست! تیرا دوسرا آدھا روئے زیبا ارشاد کر رہا ہے کہ تحقیق میرے جدائی کا عذاب بڑا سخت ہے تیرے لب ہائے مبارک پر لکھا ہوا ہے یحیی ویمیت ۔یعنی کلام کرنا معشوق کا عاشق کی زندگی ہے۔ اور معشوق کا انجان ہو کر بات کرنا عاشق کی موت ہے پس جو شخص معشوق حقیقی کے عشق میں مر گیا۔ یقیناً وہ شہادت کی موت مرا۔

سوال: بزرگوں کی صحبت کی تاثیر اور ناصحین کی نصیحت کب اثر کرتی ہے؟

جواب: راہِ نجات طلب کرنے سے اور اپنے دل کو اپنی عادات سے ہٹانے سے۔ اس لیے کہ پتا جب تک پھول کے درخت پر قائم ہے۔ پھول کی صحبت کا اس پر کچھ اثر نہیں۔ جب اپنی جگہ سے ٹوٹ گیا اور جدا ہوا اسی وقت جوہر قابل ہوا۔[۵۷]

---

[۵۷] اس راہ میں مقام بے محل ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

البتہ پھول کی صحبت سے اس میں خوشبو پیدا ہوگی۔

صحبت اندر جوہر قابل کند تاثیر وبس   ورنہ شاخ گل چرا از بوئے گل خوشبو نشد

ترجمہ: جوہر قابل میں تاثیر قبول کرنے کا ملکہ ہوتا ہے ورنہ پھول کی خوشبو سے پھول کی ٹہنی خوشبودار کیوں نہیں ہو جاتی۔

سوال: تمام مذاہب میں سے کون سا مذہب سب سے اچھا ہے؟

جواب:

درمذاہب مذہب دہقان خوب است مولویؔ   مذہب دہقاں چہ باشد انچہ کاری بدروی

ترجمہ: مولویؔ مذاہب میں سب سے اچھا مذہب دہقان کا ہے۔ کسان کا مذہب کیا ہے کہ جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے یعنی جیسا بوئے گا ویسا ہی پھل حاصل کرے گا۔

سوال: موجودات مراتب کی ابتدا اور انتہا کیا ہے؟

جواب: ان کی ابتدا عقل اوّل سے ہے کہ اسی کو عقل کل، معلول اوّل اور حقیقت محمدی کہا جاتا ہے اس کے بعد اعیان ثابتہ ہیں جنہیں صور علمیہ حق اور معلول ثانی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور پھر موالید ثلاثہ ہیں اور انسان کے ساتھ مراتب کی انتہا ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کا آخری لفظ الناس ہے اور پھر اس جہان سے منتقل ہو کر واصل حق ہو گا۔ یعنی قدرت الٰہیہ ایک نقطہ ہے کہ اس سے نفوس، اقوال و اجرام اور عناصر و موالید کی ابتدا ہوئی۔ پھر ان سب کی انتہا بھی اسی کی جناب کی طرف ہو گی اور یہ چراغ جس مقام سے روشن ہوا سب لوٹ کے اسی کی طرف جائیں گے۔[۵۸]

سوئے ہستی ازعدم در ہر زماں   ہست وایم کارواں درکارواں

---

[۵۸] عشق میری عشق تیری انتہا انتہا
تو بھی ابھی ناتمام میں بھی ابھی ناتمام

باز از ہستی رواں سوئے عدم　　میروند ایں کاروانہا دمبدم

جزوہا را ووئی ہا سوئے کل است　　بلبلاں راعشقبازی باگل است

انچہ از دریا بدریا میرود　　از ہمانجا کامد آنجا میرود

ترجمہ: عدم سے زندگی کی طرف ہر وقت قافلہ آ رہا ہے۔ پھر ہمہ وقت زندگی سے عدم کی طرف لوگ جا رہے ہیں۔ اجزاء کی صورتیں کل کی طرح ہیں۔ بلبلیں پھولوں سے عشق بازیاں کر رہی ہیں۔ جو کچھ دریا سے آئے وہ دریا کی طرف ہی جاتا ہے۔ جہاں سے آیا تھا وہیں جاتا ہے پھر یہ قافلے دمبدم ہستی سے عدم کی طرف جاتے ہیں۔[۵۹]

سوال: نقطۂ علم سے کیا مراد ہے؟

جواب: نقطۂ علم ہر وجود کا آغاز ہے جب تقاضائے ازلی کے سبب یہ مقام وحدت سے کثرت کی طرف لایا گیا۔ اور ہزاروں نام و نشان پیدا کئے گئے اور نام و نشان کی کثرت سے یہ ایسا پوشیدہ ہوا کہ جیسا تھا ویسا ہی ہے اور دریائے وحدت سے ایک قطرہ بھی کم و بیش نہیں کیا۔[۶۰]

ہنوز آن ابر رحمت درفشاں است　　خم و خانہ بامہر و نشاں است

ترجمہ: ابھی وہ ابر رحمت مائل بہ کرم ہے اور یہ خم و خانہ اسی کی محبت اور نشان کے صدقے قائم ہے۔

سوال: جسم سے نقطۂ کو کس طرح پہچاننا چاہیے؟

جواب: تعلقات کے ترک کرنے سے کیونکہ جسم طول و عرض و عمق سے مرکب ہے اور اگر عمق یعنی گہرائی کو ختم کر دیں تو اس کی سطح برابر ہو جاتی ہے یعنی وہ طول و عرض تو

---

۵۹ عیش منزل ہے غریبان محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم

۶۰ بے نقابی یہ کہ ہر ذرے سے جلوہ آشکار
اس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

رکھتا ہے عمق نہیں رکھتا۔ پھر عرض کو بھی ختم کر دیں تو صرف خط باقی رہتا ہے جو طول رکھتا ہے۔ اور عمق و عرض نہیں رکھتا۔ پھر اگر خط کو بھی قطع کر دیا جائے تو صرف جُز رہا۔ ایسا جز جو لایتجزی ہو یعنی ٹکڑے نہ ہو سکے۔ پس انسان قطع تعلقات کو شطرنج کی طرح چھوڑ دے۔ جس طرح اس نے عقل اوّل سے نزول کیا تھا آہستگی سے پھر عروج کرے اور اس نو طبق خول سے باہر آ کر محبت کے بال و پر کھولے تو آشیانہ قدیم تک پہنچ سکتا ہے۔

دلا تا کے دراں کاخ مجازی　　کنی مانند طفلاں خاکبازی
بیفشاں بال و پر از آمیزش خاک　　پر تا کنگرہ ایوان افلاک
توئی آں دست پرورمرغ گستاخ　　کہ بودت آشیانہ بیروں ازیں خاک
چرا از آں آشیانہ بیگانہ کشتی　　چو دوناں چغدازیں ویرانہ کشتی

ترجمہ: اے دل! تو کب تک اس محل مجازی میں لڑکوں کی طرح خاکبازی کرتا رہے گا اپنے خاک آلودہ بال و پر کو جھٹک اور ایوان افلاک کے کینگرہ پر جا بیٹھ[۱] تو وہ اپنے ہاتھوں سے پالا ہوا گستاخ پرندہ ہے کہ تیرا آشیاں اس خاک سے باہر تھا۔ تو کس لئے اپنے آشیانہ سے بیگانہ ہوتا چلا گیا اور کمینوں کی طرح تو ویرانوں کا اُلّو ہو کے رہ گیا۔

سوال: انسان کی پیدائش اصل میں خاک سے ہے لیکن ظاہری طور پر کس سے ہے؟

جواب: خاک سے ہے کیونکہ انسان جو غلّہ اور پھل وغیرہ کھاتا ہے اشیاء خاکی میں سے ہوتے ہیں اور اس خوراک سے خون پیدا ہوتا ہے اور خون سے نقطہ، علقہ اور جنین کا وجود تیار ہوتا ہے پس انسان اپنی اصل کے اعتبار سے مکمل طور پر خاک سے

---

[۱] مثل کلیم ہوا گر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

پرست بنا لیتے ہیں[۶۲] مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند   مہرآں را درد لش انداختند

ترجمہ: ہر ایک کو کسی ایک کام کے لئے بنایا گیا ہے۔اس کام کی محبت اس کے دل میں ڈال دی گئی ہے۔لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا نہ کرے آدمی نہیں ہے بلکہ حیوانوں سے بدتر ہے۔اس لیے کہ تمام حیوانات اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہیں اور اس کی محبت ان کے وجود میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

شتر را چو شور و طرب در سر است   اگر آدمی را نباشد خر است

ترجمہ: جب اونٹ کے سر میں شور وطرب موجود ہے اگر آدمی میں نہ ہو تو گدھا ہے۔یعنی اونٹ جذبہ اطاعت الٰہی سے سرشار ہے اگر انسان اس سے محروم ہے وہ تو ایک گدھا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی محبت کس طرح پیدا ہوتی ہے؟

جواب: اس کی نعمتوں کو یاد کرنے سے۔اس لیے کہ تیرا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں تھا۔محض اپنے ارادہ ازلی اور احسان قدیمی سے وہ تجھے عدم کی گلی سے جلوت گاہِ ظہور میں لایا۔اور پیغمبروں کو علم ظاہر اور علم باطن سکھانے،تصفیہ اور تزکیہ نفس کے لیے کتابوں اور صحائف کے ساتھ مبعوث کیا۔اور اللہ تعالیٰ نے بیوی بچے اور دنیا کا مال ودولت جو زندگی کی زینت ہے تجھے عطا فرمایا۔اب تجھے چاہیے کہ تو اپنے مال و دولت، بیوی بچوں اور گھر بار ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور منعم حقیقی کی طرف رجوع کرے[۶۳] اگر تجھے سننے والے کان اور چشم بینا نصیب

---

۶۲ یہ مضمون ایک حدیث پاک سے لیا گیا ہے۔جس کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں(مامن مولودِ الایولد علی الفطرة ولکن ابواہ یھودانه وینصرانه و یمجسانه) تفسیر ابن کثیر ۳/ ۴۱۸ ''ہر بچہ فطرت اسلام پہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے یہودی عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں''

۶۳ اہلِ ایمان کی نشانی ہی یہ بتائی گئی۔ارشاد ہے(والذین امنوا اشد حبا لله) ''اور ایمان والے ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں'' (القرآن الکریم: ۲/ ۱۶۵)

ہے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

بداں دہرمن غدّار و مکار زراہ حق ترا دار وبراں کار
زند بر روئے تو آں پنجہ خویش نماید نوش درنیش توچوں نیش
ز انگشتان دو برد چشم دو بر گوش یکے برلب نہد گوید کہ خاموش
دلت را تابع خودی نماید عداوت از حقت بردل فزاید

ترجمہ: مکار و دغا باز انسان حق سے روکتا ہے۔ تجھے اس کام پر مارتا ہے۔ وہ تیری صورت پر اپنا پنجہ مارتا ہے۔ دو انگلیوں سے تیرے کان سے اور دو سے آنکھ پر ڈنگ مارتا ہے اور ایک انگلی تیرے لب پر رکھتا ہے تاکہ تو خاموش رہے۔ تیرے دل کو اپنے تابع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تیری دشمنی اور زیادہ کر دیتا ہے۔

سوال: اندھا کون ہے؟

جواب: وہ شخص جو کسی کو کفن میں دیکھے اور اپنی موت سے غافل رہے۔ یعنی اپنی موت سے نظر بند کر لے۔

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی ما نیست جاودانی نیست

ترجمہ: اگر دشمن مر گیا تو خوشی کا مقام نہیں ہے کہ ہماری زندگی بھی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

سوال: بہرہ یعنی اونچا سننے والا کون ہے؟

جواب: وہ جو نصیحت کی بات سنے اور اس پر عمل نہ کرے [۶۴]۔ بلکہ کہنے والے کو اپنا مخالف سمجھ کر اس سے بیگانوں جیسا سلوک کرے۔

سخنم قطرہ بود سمع شریف تو صدف قطرہ را دولت دردانہ شدن صدف است

ترجمہ: بات میری قطرہ ہے اور کان تیرے سیپی۔ قطرہ کا سیپی میں ہونا ہی

---

[۶۴] نیک باتوں پہ عمل کرنا ہمارا کام ہے
یہ نہ دیکھو کہنے والا کون ہے کیا نام ہے

صدف ہے۔

سوال: گونگا کون ہے؟

جواب: جو نصیحت کو یاد رکھے لیکن کسی کو آگے نصیحت نہ کرے۔

چو می بینم کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است

ترجمہ: جب میں دیکھوں کہ ایک اندھا ہے اور راستے میں کنواں ہے پھر بھی اگر میں خاموش بیٹھا رہوں تو گناہ ہے۔

سوال: دونوں جہاں کی نعمت کسے حاصل ہے؟

جواب: جو اپنے نفس کو تنبیہ کرے اور ہمیشہ اپنی خصلتوں کی طرف مشغول یعنی اپنے عیوب دیکھتا رہے۔ اس لیے کہ نفس ایک نادان بچے کی طرح ہے[۶۵] بالغ ہونے تک...... جو موت سے کنایہ ہے...... اسے برے افعال سے روکے اور اسے ڈانٹتا رہے اور ایک لحظہ بھی اس سے غافل نہ بیٹھے۔ اگر بالغ ہونے تک نیک اخلاق سے مزین ہو گیا تو اسے دونوں جہانوں کا مقصد اور زندگی کا ثمر مل گیا۔ مگر جب نابالغ لڑکا غفلت اور عمر برباد کرتے ہوئے اس عمر سے گزر گیا تو ابدی ندامت اور ہزاروں عذابوں میں گرفتار ہوگا۔

خنک نیک بختی کہ در گوشہ بدست آرد از معرفت توشہ

ترجمہ: وہ خوش بخت بہت اچھا رہا جس نے ایک کونے میں بیٹھ کر جامِ معرفت کا گھونٹ پیا۔

---

۶۵ یہ مفہوم قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر سے مستنبط ہے۔

والنفس کالطفل ان تھملہ شب علی
حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

نفس شیر خوار بچے کی طرح اگر اسے جوان ہونے تک دودھ پینے سے نہ روکے تو وہ خواہش شیر خواری میں ہی جوان ہو جائے گا اور اگر مدت رضاعت میں دودھ چھڑا دے تو آسانی سے چھوڑ دے گا۔

سوال: نفس کو کس طرح تنبیہ کرنا چاہیے؟

جواب: اس طرح کہ انسان اسے کہے اے نفس! اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرنی تو اس کی روزی مت کھا۔ اور اگر تو نے اس کی رضا پر راضی نہیں رہنا تو آسمان کے نیچے سے نکل جا۔ اگر تو اس کی عطا پر راضی نہیں اور زیادہ طلب کرتا ہے تو دوسرے خدا سے مانگ تاکہ وہ تجھے اور روزی دے دے۔ **نَعُوذُ بالله منها اَللّٰھُمَّ اِھدِ نَاالصِّرَاطَ المستقیم** ۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے والا بنا دے۔

سوال: انسان کس طرح اپنے نفس کو اپنا ملازم وخادم بنا سکتا ہے؟

جواب: حکمت ازلی کی رو سے جب سب انسان عالم عدم میں تھے اور قلم قدرت نے ہر ایک کے ساتھ سعادت یا شقاوت لکھ دی۔ لیکن یہ دنیا عالم اسباب ہے نفس کو مغلوب کرنے کا راستہ عقل (نورانی) اور ایمان کی روشنی ہے۔ نفس بنی آدم سے اپنی عداوت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ ہر شخص نفس کو اپنا دشمن تو مانتا ہے لیکن ہمت کی کمی سے اس پر غالب نہیں آ سکتا کیونکہ نفس اپنے کاموں کو انسان پر بڑا خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ جو شخص نفس کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے اور اس پر غلبہ پالے اور اس کی اطاعت نہ کرے وہی کامیاب و کامران ٹھہرتا ہے۔ اور نیک و بد کو ممتاز کرنے کا ذریعہ بھی معرفتِ نفس ہی ہے اور سعادت و شقاوت کا پتہ بھی اسی سے چلتا ہے یعنی نفس کو زیر کرنے والا نیک اور سعادت مند ہے اور نفس کا غلام بُرا اور شقی ہے۔

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش گو گناہ من است

ترجمہ: اے حافظ اگرچہ ہمیں گناہ کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے مگر ادب کا طریقہ

یہی ہے کہ تو کہہ یہ میرا گناہ ہے۔

سوال: راہ ایمان کی دلیل کیا ہے؟

جواب: وہ تین چیزیں ہیں اوّل زبان سے اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ہے اور وہ وحدہ لاشریک ہے دوسری دل سے بھی اس کی تصدیق کرنا اور تیسری اس پر عمل بھی کرنا یعنی ایمان اقرار، تصدیق اور عمل کا نام ہے۔

سوال: موحّد کون ہے؟

جواب: جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھے۔[٦٦]

یکے بین و یک دا و یکے گوئے   یکے خواہ و یکے خواں و یکے جوئے

ترجمہ: ایک کو دیکھ، ایک جان اور ایک کہہ۔ ایک کو چاہ، ایک کو پکار اور صرف ایک کو ڈھونڈ۔ ایضاً

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں   ہر کجامی نگری انجمنے ساختہ اند

ترجمہ: اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی ایک کرن بھی جہاں پڑتی ہے وہیں انجمن بن جاتی ہے۔

سوال: توحید کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو ہر وجہ سے وحدہ لاشریک ماننا کہ وہی واجب الوجود ہے اور اس کے سوا مشرک جسے بھی خدا مانتے ہیں ممتنع الوجود ہے اور تمام مخلوقات ممکن الوجود ہے اور قدرت ازلی کے پرتو سے معرض وجود میں آئی اور تمام ممکنات کا وجود وجود حق سے قائم ہے۔

حق جان جہاں است و جہاں جملہ بدن   اجناس ملائکہ حواس ایں تن

---

٦٦ توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اجرام و عناصر وموالید اعضاء توحید ہمیں است وِد گرہا ہمہ تن

ترجمہ: جہاں کی جان حق تعالیٰ ہےاور سارا جہاں بدن ہے، اجرام، عناصر، موالید ثلاثہ اور ملائک، سب اسی تن کے حواس ہیں۔ توحید یہی ہےاور باقی سب کچھ جسم ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا دیدار کیسے حاصل ہوگا؟

جواب: جس نے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور ایمان لایا۔ وہی بلا کیف اور بلا جہت دیدار الٰہی کی نعمت سے متمتع ہوگا جو جنت کی بہترین نعمت ہے۔ ارباب شریعت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دیدار خواب میں بھی حق جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

(من کان فی ھذہ الاعمی فھوفی الاخرۃ الاعمی)[۶۷]

ترجمہ: جو شخص یہاں کا اندھا ہے۔ پس وہ آخرت کا اندھا ہے۔ حضرت خاموش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نابینا یہاں جو ہے نابینا وہاں بھی ہے دیکھا نہیں جو اس جا جا کر وہاں کیا دیکھے

چشم بکشا کہ جلوہ دلدار تجلّی متجلی اساست بر در و دیوار

ونحن اقرب الیہ آمدہ است دور افتادہ تو در پندار

او بہ پیش تو ایستادہ چو سرو سرفرو بردہ تو نرگس دار

ترجمہ: آنکھ کھول کہ جلوۂ دلدار در و دیوار پر تجلیاں بکھیر رہا ہے[۶۸] **نحن اقرب** قرآن کریم میں آیا ہے۔ تو غرورِ خودی سے دور پڑا ہوا ہے۔ وہ سرو کی مانند تیرے آگے کھڑا ہےاور تو نرگس کی طرح سر نیچے کیے ہوئے ہے۔

---

۶۷ القرآن الکریم: ۱۷/۷۲

۶۸ کھول آنکھ، زمین دیکھ، فلک دیکھ، s 4 h دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوہ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایام جدائی کے ستم دیکھ، جفا دیکھ

خاتمہ

خیرالکلام قلّ ودل (بہترین کلام وہ ہے جومختصر ہواور مدلل ہو) کے حکم کے مطابق اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اگر گھر میں کوئی ہے تو ایک آواز ہی کافی ہے یعنی اگر عقل مند ہے تو ایک اشارہ یک حرفی بھی کافی ہے۔

دانا مزاج ہو تو فقط یک اشارہ بس　　　نادان کولہو ولعب ہے اور قصہ خوانی ہے[۱۹]

نقل

ایک شخص نے ایک عقل مند سے پوچھا کہ اس دنیا میں انسان کے لیے سب سے بہتر کون سی چیز ہے۔ اس نے کہا مادرزاد دولت۔ اس نے کہا اگر یہ نہ ہو اس نے کہا چشم بینا۔ یعنی دیکھنے والی آنکھ۔ اس نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو۔ اس نے کہا کان شنوا یعنی سننے والے کان۔ اس نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو اس نے کہا اسے فوراً مر جانا چاہیے۔ یعنی عزت کے ساتھ مرنا ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔

عمر گر خوش گذرد زندگی خضر کم است　　　و بتلخی گزرد نیم نفس بسیار است

ترجمہ: عمر اگر اچھی گذرے۔ زندگی خضر کی بھی کم ہے۔ اور اگر تلخی کے ساتھ گذرے۔ آدھی سانس ہی بہت ہے۔

کتاب اخلاق صابری تمام ہوئی

وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الرحمین۔

---

۱۹ طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ؟
دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں